هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالۂ مفید

جزاء الاعمال

مصنفہ

حضرت حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

جس کو

حافظ محمد ارشد عثمانی منیجر کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند

نے

کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند ہند سے شائع کیا

(راشد کمپنی دیوبند یوپی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی تجب النعم بطاعتہ والنقم بمعصیتہ والصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکملان علیٰ سیدنا محمد نبیہ الذی جعل العز لمن والاہ والذل والھوان علیٰ من عاداہ وعلیٰ آلہ واصحابہ من اتبعوہ فی المنشط والمکرہ والیسر والعسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔

امّا بعد یہ ناچیز ناکارہ اپنے دینی بھائیوں کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ اس وقت میں جو حالت ہم لوگوں کی ہے کہ طاعت میں کاہلی و غفلت اور معاصی میں انہماک وجرأت وہ ظاہر ہے، جہاں تک غور کیا گیا اس کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اعمال حسنہ اور سیئہ کی پاداش صرف آخرت میں سمجھتے ہیں اس کی ہرگز خبر نہیں کہ دنیا میں اس کا کچھ نتیجہ مرتب ہوتا ہے اور غلبۂ صفات نفس کے سبب دنیا کی جزا و سزا پر چونکہ وہ سردست واقع ہوجاتی ہے زیادہ نظر ہوتی ہے پھر عالم آخرت میں بھی جزا اور سزا کے وقوع کو گو عقیدۃً ان اعمال کا ثمرہ جانتے ہیں مگر واقعی بات یہ ہے کہ جو علاقہ قوی مؤثر و اثر میں و سبب و مسبب میں سمجھنا چاہئے اور اسباب و مسببات دنیویہ میں سمجھتے بھی ہیں وہ علاقہ اس قوت کے ساتھ اعمال اور ان کے ثمرات آخرت میں ہرگز نہیں سمجھتے بلکہ قریب قریب اس طرح کا خیال ہے کہ گویا اس عالم کے واقعات کا ایک مستقل سلسلہ ہے جس کو چاہیں گے پکڑ کر سزا دیدیں گے جس کو چاہیں گے خوش ہو کر نعمتوں سے مالا مال کر دیں گے اعمال کو گویا اس میں کچھ دخل ہی نہیں ہے[1] حالانکہ یہ خیال بے شمار آیات و احادیث صحیحہ کے خلاف ہے چنانچہ عنقریب تفصیلاً معلوم ہوتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اس لئے اس مرض کے دفع کرنے کے لئے دو امر ضروری خیال میں آئے۔ اوّل کتاب و سنت و ملفوظات محققین سے یہ دکھلا دیا جائے کہ جیسے آخرت میں اعمال پر جزا و سزا واقع ہوگی ایسے ہی دنیا میں بھی بعض آثار ان کے واقع ہوئے ہیں **دوسرے** یہ ثابت کر دیا جائے کہ اعمال میں اور ثمرات آخرت میں ایسا قوی علاقہ ہے جیسا آگ جلانے میں اور کھانا پکانے میں یا کھانا کھانے میں اور شکم سیر ہو جانے میں یا پانی چھڑکنے میں اور آگ بجھ جانے میں ان دونوں امروں کے ثبوت کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید قوی ہے کہ سردست جزا اور سزا ہو جانے اور اسی طرح کارخانۂ دنیا پر کارخانۂ آخرت کے مرتب ہونے کا یقین اور غلبۂ اعتقاد سے

---

[1] کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ اعمال کا دخل نہ ہونا تو صحیح حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے جب کہ آپ نے یہ فرمایا ہے کہ کوئی شخص عمل کے زور سے جنت میں نہ جائے گا انتہی۔ فیصلہ اس شبہ کا یہ ہے کہ اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ عمل کو بالکل دخل ہی نہیں ہے، بلکہ مقصود یہ ہے کہ اعمال پر مغرور ہو کر نہ بیٹھ جاوے۔ جزائے خیر کی علت تامہ کا اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ پس گویا یہ فضل بھی اعمال نیک سے نصیب ہے تاہم سو عمل بھی علت تامہ کا ایک جز ٹھہرا۔ قال اللہ تعالیٰ ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین۔

طاعات میں رغبت اور معاصی سے نفرت پیدا ہو جانا سہل ہے آئندہ امداد حق سبحانہ وتعالیٰ کی جانب سے ہے اس غرض کی تکمیل کے واسطے یہ رسالہ مختصر سلیس اُردو میں جمع کیا جاتا ہے اور جزاء الاعمال اسکا نام رکھا جاتا ہے مضامین مذکورہ کے لحاظ سے رسالۂ ہٰذا ایک مقدمہ اور چار باب اور ایک خاتمہ پر وضع کیا گیا۔ **مقدمہ** اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال کو جزاء اور سزا میں دخل ہے۔ **باب اوّل** اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے **باب دوسرا**۔ اس بیان میں کہ طاعت وعبادت کرنے سے دنیا کا کیا کیا نفع ہے۔ **باب تیسرا**۔ اس بیان میں کہ گناہ میں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے۔ **باب چوتھا** اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیسا کچھ دخل وتاثیر ہے. **خاتمہ** بعض مخصوص اعمال حسنہ یا سیئہ کے بیان میں جس کے کرنے یا نہ کرنے کی زیادہ ضرورت ہے، اور بعض شبہات کے جواب میں جو اکثر عوام کے لئے باعث بیباکی ہو گئے ہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس کی تکمیل فرمائے اور اس کو ذریعہ ہدایت ورشد کا بنادے اور جو خطا ظاہری یا باطنی مجھ سے سرزد ہو جاوے اس کو معاف فرمادے آمین والآن نشرع وبہ نستعین۔

مقدمہ۔ اس امر کے اجمالی بیان میں کہ اعمال سبب ہیں جزا وسزا کے قرآن مجید میں مختلف عنوانات سے یہ امر مذکور ہوا ہے کہیں تو عمل کو شرط اور ثمرہ کو جزا قرار دیا ہے چنانچہ ارشاد ہے فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ۔ یعنی جب ان لوگوں نے سرکشی اختیار کی اس چیز سے کہ بیشک وہ منع کئے گئے اس سے ہم نے ان کو کہا کہ ہو جاؤ بندر ذلیل۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ سرکشی کے سبب سے یہ سزا ملی اور ارشاد ہے کہ فَلَمَّا اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ۔ یعنی جب انھوں نے ہم کو ناخوش کیا ہم نے اُن سے بدلہ لیا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناخوش کرنا سبب ہوا انتقام کا اور ارشاد ہے۔ اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ۔ یعنی اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو تو اللہ تعالیٰ تمھارے لئے فیصلہ کردیں اور دور کردیں تم سے تمھاری برائیاں، ارشاد ہے وَاَنْ لَّوِ اسْتَقَامُوْا عَلَى الطَّرِيْقَةِ لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّآءً غَدَقًا۔ یعنی اگر وہ لوگ مستقیم رہتے راہ پر البتہ پینے کو دیتے ہم انکو پانی بکثرت اور ارشاد ہے فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ یعنی اگر وہ لوگ توبہ کریں اور نماز کو قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں تو وہ تمھارے بھائی ہیں دین میں۔ اور کہیں بار سببیہ لائے ہیں چنانچہ ارشاد ہے ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ یعنی یہ سزا بسبب ان اعمال کے ہے جو تمھارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں اور ارشاد ہے بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنی یہ جزا بسبب اس کام کے ہے جس کو تم کرتے تھے، اور ارشاد ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا یعنی بسبب اس کے ہے کہ انھوں نے انکار کیا ہماری نشانیوں کا اور کہیں فائے سببیہ لائے ہیں چنانچہ ارشاد ہے فَعَصَوْا رَسُوْلَ رَبِّهِمْ فَاَخَذَهُمْ یعنی انھوں نے نافرمانی کی اپنے پروردگار کے رسول کی پس پکڑ لیا ان کو اور ارشاد ہے فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ۔ یعنی ان لوگوں نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی تکذیب کی۔

پس ہوئے ہلاک کئے ہوؤں میں سے کہیں کلمہ لولا وارد ہے چنانچہ ارشاد ہے فَلَوْلَآ اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ یعنی اگر یونس علیہ السّلام تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو ٹھیرے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت کے دن تک صاف معلوم ہوتا ہے کہ تسبیح کی بدولت اس قید سے رہائی ہوئی۔ کہیں لفظ لو آیا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَلَوْ اَنَّھُمْ فَعَلُوْا مَا یُوْعَظُوْنَ بِہٖ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ یعنی اگر وہ لوگ کرتے اس کام کو جس کی وہ نصیحت کئے جاتے ہیں تو ان کے لئے بہتر ہوتا۔ تمام آیتیں صاف صاف کہہ رہی ہیں کہ اعمال اور جزا میں ضرور علاقہ ہے۔

باب اول:۔ اس بیان میں کہ گناہ کرنے سے دنیا کا کیا نقصان ہے۔ یوں تو یہ مضرتیں اس کثرت سے ہیں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ مگر اس مقام پر اولاً کچھ آیات واحادیث سے اجمالاً بعض آثار بتلاتے ہیں اس کے بعد کسی قدر تفصیل و ترتیب سے لکھیں گے، قرآن مجید میں جو نافرمانوں کے جابجا قصے اور اس کے ساتھ ان کی سزائیں مذکور ہیں کسی کو معلوم نہیں وہ کیا چیز ہے جس نے ابلیس کو آسمان سے نکالکر زمین پر پھینکا یہی نافرمانی ہے جس کی بدولت وہ ملعون ہوا صورت بگاڑ دی گئی، باطن تباہ ہو گیا، بجائے رحمت کے لعنت نصیب ہوئی قرب کے عوض بُعد میسر آیا، تسبیح و تقدیس کی جگہ کفر و شرک جھوٹ و فحش انعام میں ملا؟ وہ کیا چیز ہے جس نے نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام اہل زمین کو طوفان میں غرق کر دیا؟ وہ کون چیز ہے جس سے کہ ہوائے تند کو قوم عاد پر مسلط کیا گیا یہاں تک کہ زمین پر پٹک پٹک کر مارے گئے؟ وہ کون چیز ہے جس سے قوم ثمود پر چیخ آئی، جس سے ان کے کلیجے پھٹ گئے اور تمام ہلاک ہو گئے؟ وہ کون چیز ہے جس سے قوم لوط علیہ السلام کی بستیاں آسمان تک لیجا کر الٹی گرائی گئیں اور اوپر سے پتھر برسائے گئے؟ وہ کون چیز ہے جس سے قوم شعیب علیہ السلام پر بشکل سائبان ابر کے عذاب آیا اور اس سے آگ برسی؟ وہ کون چیز ہے جس سے قوم فرعون بحر قلزم میں غرق کی گئی؟ وہ کون چیز ہے جس سے قارون زمین میں دھنسا یا گیا اور پیچھے سے سب گھر اور اسباب اس کے ہمراہ ہوا۔؟ وہ کون چیز ہے جس نے ایک بار بنی اسرائیل پر ایسی قوم کو مسلط کیا جو سخت لڑائی والی تھی اور وہ ان کے گھروں کے اندر گھس گئے اور ان کو زیر و زبر کر ڈالا اور پھر دوسری بار ان کے مخالفین کو ان پر غالب کیا جس سے ان کا پھر بنا بنایا کارخانہ تباہ و برباد ہوا۔؟ وہ کون چیز ہے جس نے انھیں بنی اسرائیل کو طرح طرح کی مصیبت و بلاؤں میں گرفتار کیا کبھی قتل ہوئے کبھی قید، کبھی ان کے گھر اجاڑے گئے کبھی ظالم بادشاہ ان پر مسلط ہوئے، کبھی جلاوطن کر دئے گئے وہ چیز جس کے یہ آثار ظاہر ہوئے اگر نافرمانی نہیں تھی تو پھر کیا تھا؟ ان قصّوں کو جابجا ذکر فرمایا گیا اور نہایت مختصر الفاظ میں اس کی وجہ ارشاد ہوئی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ۔ یعنی اللہ تعالیٰ ایسے نہیں ہیں کہ ان پر ظلم کرتے لیکن وہ تو اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ دیکھئے ان لوگوں نے اسی گناہ کی بدولت دنیا میں کیا کیا خرابیاں بھگتیں امام احمدؒ نے روایت فرمایا ہے کہ جب فارس فتح ہوا جبیر بن نفیرؓ نے ابو درداؓ کو دیکھا اکیلے بیٹھے رو رہے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا کہ ابوالدرداؓ ایسے مبارک دن میں رونا کیسا جس میں اللہ تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام

کو عزت دی۔ انھوں نے جواب دیا کہ اے جبیر افسوس ہے تم نہیں سمجھتے جب کوئی قوم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ضائع کردیتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کیسی ذلیل و بے قدر ہو جاتی ہے۔ دیکھو کہاں تو یہ قوم برسر حکومت تھی۔ خدا کا حکم چھوڑنا اور ذلیل و خوار ہونا جس کو تم اس وقت ملاحظہ کر رہے ہو اور مسند میں ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الرجل لیحرم الرزق بالذنب یصیبہ یعنی بے شک آدمی محروم ہوجاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے ابن ماجہ میں عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی حضور اقدس صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ہماری طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمانے لگے کہ پانچ چیزیں ہیں جن سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم ان کو نہ پاؤ۔ جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے وہ طاعون میں مبتلا ہوں گے اور ایسی بیماریوں میں گرفتار ہوں گے جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں اور جب کوئی قوم ناپنے تولنے میں کمی کرے گی قحط اور تنگی اور ظلم کے کام میں مبتلا ہوگی، اور نہیں بند کیا کسی قوم نے زکوٰۃ کو مگر بند کیا جاوے گا باران رحمت اُن سے۔ اگر بہائم بھی نہ ہوتے تو کبھی ان پر بارش نہ ہوتی، اور نہیں عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر مسلط فرمادے گا اللہ تعالیٰ اُن پر اُن کے دشمن کو غیر قوم سے پس بجبر لے لیں گے اُن کے اموال۔

ابن ابی الدنیا روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہؓ صدیقہ سے سبب زلزلہ کا دریافت کیا، انھوں نے فرمایا لوگ زنا کو امر مباح کی طرح بے باکی سے کرنے لگتے ہیں اور شرابیں پیتے ہیں اور معازف بجاتے ہیں اللہ تعالیٰ کو آسمان میں غیرت آتی ہے زمین کو حکم فرماتے ہیں کہ اُن کو ہلا ڈال۔ اور عمرؒ بن عبدالعزیز نے جابجا شہر میں حکم نامے بھیجے جن کا مضمون یہ ہے "بعد حمد و صلوٰۃ کے مدعا یہ ہے کہ زلزلہ زمین کا علامت عتاب الٰہی ہے میں نے تمام شہروں میں لکھ بھیجا ہے کہ فلاں تاریخ فلاں مہینے میں میدان میں نکلیں یعنی دعا و تضرع کے لئے اور جس کے پاس کچھ روپیہ پیسہ ہو وہ خیرات بھی کرے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰى اور کہو جس طرح آدم علیہ السلام نے کہا تھا رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ اور جس طرح نوح علیہ السلام نے کہا تھا وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ اور جس طرح یونس علیہ السلام نے کہا تھا لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ ابن ابی الدنیا نے روایت کیا ارشاد کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب اللہ عزوجل بندوں سے انتقام لینا چاہتے ہیں بچے بکثرت ہوتے ہیں اور عورتیں بانجھ ہوجاتی ہیں مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے کتب حکمت میں پڑھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اللہ ہوں بادشاہوں کا مالک ہوں اُن کا دل میرے ہاتھ میں ہے پس جو شخص میری اطاعت کرتا ہے میں ان بادشاہوں کو اس پر مہربان کر دیتا ہوں، اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں انھیں بادشاہوں کو اس شخص پر عقوبت مقرر کرتا ہوں تم بادشاہوں کو برا کہنے

لہ تحقیق فلاح پائی اس شخص نے جس نے پاکی حاصل کی اور ذکر کیا نام اپنے رب کا پھر نماز پڑھی اور بعض نے تزکی زکوٰۃ سے لیا پس ظاہر ابن عبدالعزیز کے نزدیک یوں نہیں ہے ۱۲ منہ ف نزول بلا کے وقت ۱۲

میں مشغول مت ہو جو میری طرف رجوع کریں میں ان کو تم پر نرم کر دونگا۔ امام احمد نے وہب سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ جب میری اطاعت کی جاتی ہے میں راضی ہوتا ہوں اور جب راضی ہوتا ہوں برکت کرتا ہوں اور میری برکت کی کوئی انتہا نہیں اور جب میری اطاعت نہیں ہوتی غضب ناک ہوتا ہوں لعنت کرتا ہوں اور میری لعنت کا اثر سات پشت تک رہتا ہے، اور امام احمد نے وکیع سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاویہؓ کو خط میں لکھا کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کی بے حکمی کرتا ہے تو اس کی تعریف کرنے والا خود ہجو کرنے لگتا ہے۔ الغرض بہت سی احادیث و آثار میں مضرتیں گناہ کی جو دنیا میں پیش آتی ہیں مذکور ہیں۔ اب بعض نقصانات تفصیل و ترتیب سے مرقوم ہوتے ہیں آسانی کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مضمون کے لئے فصلیں مقرر کی جاویں۔

فصل ۱ ایک اثر معاصی کا یہ ہے کہ آدمی علم سے محروم رہتا ہے کیونکہ علم ایک باطنی نور ہے اور معصیت سے نور باطن بجھ جاتا ہے امام مالک نے امام شافعی کو وصیت فرمائی تھی انی اری اللہ تعالیٰ قد القی علی قلبک نورا فلا تطفئہ بظلمۃ المعصیۃ یعنی میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے سو تم اس کو معصیت سے مت بجھا دینا۔

فصل ۲ ایک نقصان گناہ کا دنیا میں یہ ہے کہ رزق کم ہو جاتا ہے۔ اس مضمون کی حدیث اوپر آچکی ہے۔

فصل ۳ ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو خدا تعالیٰ سے ایک وحشت سی رہتی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ ذرا بھی ذوق ہو تو سمجھ سکتا ہے۔ کسی شخص نے ایک عارف سے وحشت کی شکایت کی انھوں نے فرمایا۔ ؎

اذا کنت قد اوحشتک الذنوب
فدعہا اذا شئت واستانس[1]

فصل ۴ ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت کرنے سے آدمیوں سے بھی وحشت ہونے لگتی ہے بالخصوص نیک لوگوں سے کہ ان کے پاس بیٹھکر دل نہیں لگتا اور جس قدر وحشت بڑھتی جاتی ہے ان سے دور اور ان کے برکات سے محروم ہو جاتا ہے۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ جب مجھ سے کبھی معاصیت سرزد ہو جاتی ہے تو اس کا اثر اپنی بی بی اور جانور کے اخلاق میں پاتا ہوں کہ وہ میری پوری طرح مطیع نہیں رہتے۔

فصل ۵ ۔ ایک نقصان یہ ہے کہ عاصی کو اکثر کارروائیوں میں دشواری پیش آتی ہے جیسے تقویٰ کرنے سے کامیابی کی راہیں نکل آتی ہیں ایسے ترک تقویٰ سے کامیابی کی راہیں بند ہو جاتی ہیں۔

فصل ۶ ایک نقصان یہ ہے کہ قلب میں تاریکی سی معلوم ہوتی ہے، ذرا بھی دل میں غور کیا جاوے یہ ظلمت صاف محسوس ہوتی ہے اس ظلمت کی قوت سے ایک حیرت پیدا ہو جاتی ہے اس سے بدعت و ضلالت و جہالت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جاتا ہے اور اس ظلمت کا اثر قلب سے آنکھ میں آتا ہے اور پھر چہرہ پر ہر شخص کو سیاہی نظر آنے لگتی ہے فاسق کیسا ہی حسین و جمیل ہو مگر اس کے چہرہ پر ایک بے رونقی کی کیفیت ضرور رہوتی ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں

---

[1] یعنی جب وحشت میں ڈالدے تجھکو گناہ۔ سو تجھ کو جب رفع وحشت منظور ہو گناہ کو چھوڑ اور انس حاصل کرے۔ ۱۲ [?] قال اللہ تعالیٰ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ۱۲ منہ

کہ نیکی کرنے سے چہرہ پر رونق قلب میں نور۔ رزق میں وسعت بدن میں قوت لوگوں کے قلوب میں محبت پیدا ہوتی ہے اور بدی کرنے سے چہرہ پر بے رونقی۔ قبر اور قلب میں ظلمت، بدن میں سستی رزق میں تنگی لوگوں کے دلوں میں بغض ہوتا ہے۔

فصل ۸ ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے دل اور جسم میں کمزوری پیدا ہوتی ہے دل کی کمزوری تو ظاہر ہے کہ امور خیر کی ہمت گھٹتے گھٹتے بالکل نابود ہو جاتی ہے، رہ گئی بدن کی کمزوری سو بدن تو قلب کے تابع ہے جب یہ کمزور ہے تو وہ بھی ضعیف ہوگا۔ دیکھو کفار فارس وروم کے کیسے قوی الجثہ تھے۔ مگر صحابہؓ کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔

فصل ۹ ایک نقصان یہ ہے کہ آدمی طاعت سے محروم ہو جاتا ہے آج ایک طاعت گئی کل دوسری چھوٹ گئی پرسوں تیسری رہ گئی، یوں ہی سلسلہ وار تمام نیک کام بدولت گناہ کے اس کے ہاتھ سے نکل جاتے ہیں، جیسے کسی نے ایک لقمہ لذیذ ایسا کھایا جس سے ایسا مرض پیدا ہو گیا کہ ہزاروں لذیذ کھانوں سے اسے محروم کر دیا۔

فصل ۱۰ ایک نقصان یہ ہے کہ معصیت سے عمر گھٹتی ہے اور اس کی برکت ٹلتی ہے کیونکہ (بر) نیکی سے عمر بڑھ جانا صحیح حدیث سے ثابت ہے تو فجور سے گھٹنا اسی سے سمجھ لیجئے اور یہ شبہ نہایت ضعیف ہے کہ عمر تو مقدر ہے کیسے گھٹ بڑھ سکتی ہے کیونکہ عمر کی کیا تخصیص ہے یہ سب چیزیں مقدر ہی ہیں امیری اور غریبی، مرض سب میں یہی شبہ ہو سکتا ہے مگر پھر بھی ان امور کو اسباب کے ساتھ مربوط سمجھ کر تدبیر کا استعمال کیا جاتا ہے یہی حال عمر کا سمجھ لینا چاہیئے۔

فصل ۱۱ ایک نقصان یہ ہے کہ ایک معصیت دوسری معصیت کا سبب ہو جاتی ہے وہ تیسری کا اسی طرح شدہ شدہ معاصی کی کثرت ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ عاصی گناہوں میں گھر جاتا ہے دوسرے یہ کرتے کرتے اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ چھوڑنا دشوار ہوتا ہے پھر اس کو ایسی ضرورت سے کرتا ہے کہ نہ کرنے سے تکلیف ہوتی ہے اور پھر اس کمبخت میں لطف و لذت بھی نہیں رہتی۔

فصل ۱۲ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے ارادہ توبہ کا کمزور ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بالکل توبہ کی توفیق نہیں ہوتی اسی حالت میں موت آجاتی ہے۔

فصل ۱۳ ایک نقصان یہ ہے کہ چند روز میں اس معصیت کی برائی دل سے نکل جاتی ہے اس کو برا نہیں سمجھتا نہ اس بات کی پرواہ ہوتی ہے کہ کوئی دیکھے گا بلکہ خود تفاخراً اس کا ذکر کرتا ہے، ایسا شخص معافی سے دور ہو جاتا ہے جیسا ارشاد فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کل امتی معافی الا المجاہرین و ان من الاجہار ان یستر اللہ علی العبد ثم یصبح یفضح نفسہ و یقول یا فلان عملت یوم کذا کذا وکذا فتخلف نفسہ وقد بات یسترہ ربہ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ سب کے لیئے معافی کی امید ہے مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاری فرمائی تھی مگر صبح کو خود اپنے کو فضیحت کرنا شروع کیا کہ میاں فلانے ہم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کیا تھا، خود اپنی پردہ دری کی حالانکہ خدا تعالیٰ نے چھپا لیا اور کبھی گناہ کی برائی کم ہوتے ہوتے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے اسی واسطے ایک بزرگ کا قول ہے کہ تم گناہوں سے ڈرتے ہو مجھے کفر کا خوف ہے۔

فصل ۱۳ ایک نقصان یہ ہے کہ ہر معصیت دشمنان خدا میں سے کسی نہ کسی کی میراث ہے تو گویا یہ شخص ان ملعونوں کا وارث بنتا ہے مثلاً لواطت قوم لوط علیہ السلام کی میراث ہے، کم ناپنا تولنا قوم شعیب علیہ السلام کی میراث ہے، علو و فساد فرعون اور اسکی قوم کی میراث ہے، تکبر و تجبر قوم ہود علیہ السلام کی تو یہ عاصی ان لوگوں کی وضع و ہیئت بنائے ہوئے ہے مسند احمد میں عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے ارشاد فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے من تشبہ بقوم فھو منھم یعنی جو شخص کسی قوم کی وضع بناوے وہ انھیں میں شمار ہے۔

فصل ۱۴ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ شخص بے قدر و خوار ہو جاتا ہے اور جب خالق کے نزدیک ذلیل و خوار ہو گیا مخلوق میں بھی اس کی عزت نہیں رہتی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَن یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَا لَہٗ مِن مُّکْرِمٍ ؎

عزیزے کہ از درگہش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اگرچہ لوگ بخوف اس کے ظلم و شرارت کے اس کی تعظیم کرتے ہوں مگر کسی کے دل میں عظمت نہیں رہتی۔

فصل ۱۵ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کی نحوست جیسے اس شخص کو پہنچتی ہے اسی طرح اس کا ضرر دوسری مخلوقات کو بھی پہنچتا ہے وہ سب اس پر لعنت کرتے ہیں گناہ کی سزا تو الگ ہو گی یہ لعنت اس پر طرہ ہے۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ بہائم نافرمانی کرنے والے آدمیوں پر لعنت کرتے ہیں، جبکہ قحط سخت ہوتا ہے اور بارش رک جاتی ہے اور کہتے ہیں کہ یہ ابن آدم کے گناہ کی نحوست ہے۔

فصل ۱۶ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے عقل میں فتور اور فساد آجاتا ہے کیونکہ عقل ایک نورانی چیز ہے کدورت معصیت سے اس میں کمی آجاتی ہے بلکہ خود گناہ کرنا دلیل کم عقلی کی ہے اگر اس شخص کی عقل ٹھکانے ہوتی تو ایسی حالت میں کہیں گناہ ہو سکتا ہے کہ یہ شخص خدا تعالیٰ کی قدرت میں ہے ان کے ملک میں رہتا ہے وہ دیکھ بھی رہے ہیں ان کے فرشتے گواہ بن رہے ہیں قرآن مجید منع کر رہا ہے، ایمان منع کر رہا ہے، موت منع کر رہی ہے، دوزخ منع کر رہی ہے گناہ کرنے سے اس قدر سرور و لذت نصیب نہ ہو گا جس قدر دنیا اور آخرت کے منافع اس سے فوت ہو گئے بھلا کوئی سلیم العقل ان باتوں کے ہوتے ہوئے گناہ کر سکتا ہے۔؟

فصل ۱۷ ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے کیونکہ آپ نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے اور جو گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہیں ان پر تو بدرجہ اولیٰ استحقاق لعنت ہے مثلاً لعنت فرمائی ہے آپ نے اس عورت پر جو گودے اور گدوائے اور جو غیر کے بال اپنے بالوں میں ملا کر دراز کرے اور جو دوسرے سے یہ کام لے اور لعنت فرمائی ہے آپ نے سود لینے والے پر اور دینے والے اور اس کے لکھنے والے اور اس کے گواہ پر۔ اور لعنت فرمائی ہے آپ نے حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ ہو یعنی جب نکاح میں اس کو شرط ٹھیرایا جائے، اور لعنت فرمائی ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے نچوڑنے والے پر اور نچڑوانے والے پر اور بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور اس کے دام کھانے والے پر اور جو اس کو لاد کر لائے اور جس کے لئے لاد کر لائی جاوے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو برا کہے، اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو جاندار چیز کو نشانہ بناوے، اور لعنت فرمائی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے

اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو دین میں کوئی نئی بات نکالے یا ایسے شخص کو پناہ دے۔ اور لعنت فرمائی ہے تصویر بنانے والوں پر۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو قوم لوط کا سا عمل کرے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو کسی جانور سے صحبت کرے اور لعنت فرمائی ہے جو جانور کے چہرے پر داغ لگائے اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ فریب کرے اور لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو قبروں پر جاویں اور ان لوگوں پر جو وہاں سجدہ کریں یا چراغ رکھیں۔ اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کسی عورت کو اس کے خاوند سے یا غلام کو اس کے آقا سے بہکا کر بگاڑ دے اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو عورت کے پیچھے کے مقام میں صحبت کرے اور ارشاد فرمایا کہ جو عورت اپنے خاوند سے خفا ہو کر رات کو الگ رہے صبح تک اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے نسب ملاوے اور فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی طرف لوہے سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو برا کہے اور لعنت فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اس شخص پر جو زمین میں فساد مچاوے اور قطع رحم کرے اور اللہ تعالیٰ کو یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دے اور لعنت فرمائی ہے اس پر جو احکام خداوندی کو چھپاوے۔ اور لعنت فرمائی ہے ان لوگوں پر جو پارسا بیبیوں کو جن کو ان قصوں کی خبر تک نہیں اور ایماندار ہیں زنا کی تہمت لگاویں اور لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو کافروں کو مسلمانوں کے مقابلہ میں ٹھیک راہ پر بتاوے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اس شخص پر جو رشوت دے اور جو لے اور جو درمیان میں پڑے اور بہت سے افعال پر لعنت وارد ہوئی ہے اور اگر گناہ میں اور بھی کوئی ضرر نہ ہوتا تو یہ کیا تھوڑی بات ہے کہ اللہ و رسول کی لعنت کا مورد ہو گیا نعوذ باللہ۔

فصل ۳ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ۔ خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو فرشتے عرش اٹھائے ہیں اور جو عرش کے گرد و پیش ہیں وہ تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں کہ یا اللہ آپ کی رحمت اور علم بہت وسیع ہے ایسے لوگوں کو بخش دیجئے جو آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور آپ کی راہ کی پیروی کرتے ہیں ایسے لوگوں کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے دیکھئے اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ فرشتے ان مومنوں کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بتلائی ہوئی راہ چلتے ہیں جس شخص نے گناہ کر کے وہ راہ چھوڑ دی اس دولت کا کہاں مستحق رہا؟

فصل ۴ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے طرح طرح کی خرابیاں زمین میں پیدا ہوتی ہیں۔ پانی، ہوا، غلہ، پھل ناقص ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ یعنی ظاہر ہو گیا بگاڑ جنگل میں اور بستی میں بسبب ان اعمال کے جن کو لوگ اپنے ہاتھوں کر رہے ہیں۔ امام احمد نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا ہے کہ میں نے بنی امیہ کے کسی خزانہ میں گیہوں کا دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھا ایک تھیلی میں تھا اور اس پر یہ لکھا تھا کہ یہ زمانہ عدل میں پیدا ہوتا تھا اور بعض صحرائی لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے زمانہ کے پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وقت

آوے گا چونکہ اس وقت طاعت کی کثرت ہوگی اور زمین گناہوں سے پاک ہوجاوے گی پھر اس کی برکتیں عود کر آویں گی یہاں تک کہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ ایک انار بڑی جماعت کو کافی ہوگا اور وہ اس کے سایہ میں بیٹھ سکیں گے انگور کا خوشہ اتنا بڑا ہوگا کہ ایک اونٹ پر بار ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ یہ روز روز کی بے برکتی ہماری خطا اور گناہ کا ثمرہ ہے۔

فصل ۲۰ ایک نقصان یہ ہو کر گناہ کرنے سے حیا و غیرت جاتی رہتی ہے اور جب شرم نہیں رہتی تو یہ شخص جو کچھ کر گذرے تھوڑا ہے اس شخص کا کچھ اعتبار نہیں

فصل ۲۱ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اس کے دل سے نکل جاتی ہے۔ بھلا اگر خداوندی عظمت اس کے دل میں ہوتی تو مخالفت پر قدرت ہوسکتی تھی؟ جب اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت نہیں رہتی اللہ تعالیٰ کی نظر میں اس کی عزت نہیں رہتی، پھر یہ شخص اور لوگوں کی نظروں میں ذلیل و خوار ہوجاتا ہے۔

فصل ۲۲ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے نعمتیں سلب ہوجاتی ہیں اور بلاؤں اور مصیبتوں کا ہجوم ہوتا ہے حضرت علی کا ارشاد ہے فرماتے ہیں نہیں نازل ہوئی کوئی بلا مگر بسبب گناہ کے اور نہیں دور ہوئی کوئی بلا مگر بسبب توبہ کے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَمَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہے اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں اور ارشاد ہے ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِاَنْفُسِهِمْ یعنی اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا جو کسی قوم کو دی ہو یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ذاتی حالات کو بدل ڈالیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ زوال نعمت گناہ ہی سے ہوتا ہے

فصل ۲۳ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے مدح و شرف کے القاب سلب ہوکر مذمت اور ذلت کے خطاب ملتے ہیں مثلاً نیک کام کرنے سے یہ القاب عطا ہوئے تھے مومن، بر، مطیع، منیب، ولی، ورع، مصلح، عابد، خائف، اواب، طیب، رضی، تائب، حامد، راکع، ساجد، مسلم، قانت، صادق، صابر، خاشع، متصدق، صائم، عفیف، ذاکر و نحو ذلک، جب برا کام کیا یہ خطاب ملے۔ فاجر، فاسق، عاصی، مخالف، مسیئی، مفسد، خبیث، مسخوط، زانی، سارق، قاتل، کاذب، خائن، لوطی، غادر، قاطع رحم، متکبر، ظالم، ملعون، جاہل وغیر ذلک۔

فصل ۲۴ - ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے شیاطین اس پر مسلط ہوجاتے ہیں کیونکہ طاعت ایک خداوندی قلعہ ہے جس کے سبب اعداء کے غلبہ سے محفوظ رہتا ہے جب قلعہ سے باہر نکلا دشمنوں نے گھیر لیا پھر وہ شیاطین جس طرح چاہتے ہیں اس میں تصرف کرتے ہیں اور اس کے قلب، زبان، دست و پا، چشم و گوش سب اعضاء کو معاصی میں غرق کر دیتے ہیں۔

فصل ۲۵ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے قلب کا اطمینان جاتا رہتا ہے کچھ پریشان سا ہوجاتا ہے ہر وقت کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کسی کو خبر نہ ہوجاوے کہیں عزت میں فرق نہ آجاوے کوئی بدلہ نہ لینے لگے[1] یہی نحوست ہے معیشت ضنک یعنی تنگ کے یہی معنی ہیں۔

فصل ۲۶ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرتے کرتے وہی دل میں بس جاتا ہے یہاں تک کہ مرتے وقت کلمہ تک منہ سے نہیں نکلتا

---

[1] کسی کو یہ شبہ نہ ہو کہ ہم تو گناہ کرنے والوں کو بڑے عیش میں دیکھتے ہیں کیونکہ یہ استدراج ہے اس کا اور بھی زیادہ خطرہ ہے جیسے مکتب میں کوئی لڑکا سبق نہ یاد کرتا ہو اور معلم قصداً سزا نہیں دیتا کہ کل کو سبق یاد نہ نکلے تو اس وقت اکٹھی سزا ہو ۱۲ منہ

بلکہ جو افعال حالت حیات میں غالب تھے وہی اس وقت بھی سرزد ہوتے ہیں ایک تاجر اپنے ایک عزیز کی حکایت بیان کرتا ہے کہ مرتے وقت اس کو کلمہ کی تلقین کرتے تھے اور وہ یہ بک رہا تھا کہ یہ کپڑا بڑا نفیس ہے یہ خریدار بہت خوش معاملہ ہے آخر اسی حالت میں مر گیا، کسی سائل کی حکایت ہے کہ مرتے وقت کہتا تھا کہ اللہ کے واسطے ایک پیسہ، اللہ کے واسطے ایک پیسہ اسی میں تمام ہو گیا، اسی طرح ایک شخص کو نزع کے وقت کلمہ پڑھانے لگے کہنے لگا آہ آہ میرے منھ سے نہیں نکلتا اور بہت سے حالات اسوقت ان کے ہم کو معلوم بھی نہیں ہوتے خدا جانے اور کیا گذرتی ہوگی۔ خدا کی پناہ۔

فصل ۲۴ ایک نقصان یہ ہے کہ گناہ کرنے سے خدا تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے توبہ نہیں کرتا اور بے توبہ مرتا ہے۔ کسی شخص سے مرتے وقت کہا گیا کہ لا الٰہ الا اللہ کہہ اس نے گانا شروع کیا "تانا تن تنتا" اور کہنے لگا کہ جو کلمہ مجھ سے پڑھواتے ہیں اس سے مجھ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے کوئی گناہ تو میں نے چھوڑا نہیں، آخر کلمہ نہ پڑھا اور رخصت ہوا، کسی اور شخص سے کلمہ پڑھوانے لگے بولا اس کلمہ سے کیا ہوگا میں نے کبھی نماز تک تو پڑھی نہیں وہ بھی یوں ہی مرا کسی اور شخص سے کلمہ پڑھنے کو کہا کہنے لگا میں تو اس کلمہ کا منکر ہوں اور چلدیا۔ ایک شخص نے یہ بیان کیا کہ کوئی میری زبان پکڑ لیتا ہے۔

رجوع بہ مقصود - یہ چند مضرتیں ضروری ہیں جو گناہ کرنے سے لاحق ہوتی ہیں اور علاوہ اُن کے بہت سے ضرر ظاہری باطنی ہیں جو قرآن و حدیث میں غور کرنے سے اور خود دل میں سوچنے سے بہت جلد سمجھ میں آسکتے ہیں اور آخرت میں جو مضرتیں ہیں وہ الگ رہیں جو عنقریب مختصراً مذکور ہوں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ عاقل ہرگز پسند نہیں کر سکتا کہ ذرا سی اشتہاء کے ذب کیلئے اتنا بڑا پہاڑ مصائب اور کلفتوں کا اپنے سر پر لے روزانہ معاملات ہیں جس چیز میں مفاسد و مضرتیں غالب ہوتی ہیں آدمی اس کے پاس نہیں پھٹکتا یہی برتاؤ معاصی کے ساتھ کرنا لازم ہے اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنی نافرمانی سے محفوظ رکھے آمین آمین

دوسرا باب اس بیان میں کہ طاعت و عبادت و اعمالِ صالحہ سے دنیا کا کیا نفع ہے علاوہ ان منافع کے جو ضمناً یا التزاماً اوپر مذکور و مفہوم ہو چکے، اس میں چند فصلیں ہیں۔

فصل ۱ اس بیان میں کہ طاعت سے رزق بڑھتا ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر وہ لوگ قائم رکھتے توراۃ اور انجیل کو اور اس کتاب کو جو نازل کیگئی ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے یعنی قرآن مراد یہ کہ ان پر پورا پورا عمل رکھتے توراۃ و انجیل پر عمل کرنا یہی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حسب عہد توراۃ و انجیل کے ایمان لاتے اور آپ کا اتباع کرتے اگر ایسا کرتے تو البتہ کھاتے وہ لوگ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے اوپر کھانا یہ کہ بارش ہوتی اور نیچے سے یہ کہ غلہ اگتا اس آیت سے صاف معلوم ہوا کہ احکام الٰہی پر عمل کرنے سے رزق بڑھتا ہے۔

فصل ۲ اس بیان میں کہ طاعت سے طرح طرح کی برکت ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰٓى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ یعنی اگر وہ لوگ ایمان لاتے اور تقوی اختیار

کرتے البتہ کھولدیتے ہم ان پر طرح طرح کی برکتیں آسمان سے اور زمین سے لیکن انھوں نے تو جھٹلایا پس پکڑ لیا ہم نے انکو بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے تھے۔ یہ آیت مدعائے مذکور میں بالکل صریح الدلالت ہے۔

فصل ۳ اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے ہر قسم کی پریشانی و تکلیف دور ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے اللہ تعالیٰ کر دیتے ہیں اس کے لئے نکلنے کی راہ یعنی ہر قسم کی دشواری و تنگی سے ان کو نجات ملتی ہے اور رزق عنایت فرماتے ہیں اس کو ایسی جگہ سے کہ وہ گمان بھی نہیں کرتا اور جو بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ پر وہ اس کو کافی ہو جاتے ہیں، اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ برکت تقویٰ ہر قسم کی دشواری سے نجات ہوتی ہے۔

فصل ۴ اس بیان میں کہ طاعت سے مقاصد میں آسانی ہوتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ سے کر دیتے ہیں اس کے لئے اسکو کام میں آسانی یعنی مطالب کو بر لاتے ہیں اور مشکلات حل کرتے ہیں۔

فصل ۵ اس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی مزیدار ہو جاتی ہے قال اللہ تعالیٰ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو شخص عمل کرتا ہے نیک خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایمان والا ہو پس البتہ زندگانی دینگے ہم انکو زندگی ستھری یعنی با لطف و لذت فی الواقع کھلی آنکھوں یہ بات نظر آتی ہے کہ ایسے لوگوں کا سا لطف و چین بادشاہوں کو بھی میسر نہیں۔

فصل ۶ اس بیان میں کہ طاعت سے بارش ہوتی ہے مال بڑھتا ہے اور اولاد ہوتی، باغ پھلتا ہے نہروں کا پانی زیادہ ہوتا ہے کما قال اللہ تعالیٰ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم گناہ بخشوالو اپنے رب سے تحقیق وہ بڑے بخشنے والے ہیں بھیجیں گے بارش تم پر بہتی ہوئی اور زیادہ کریں گے تمھارے اموال اور اولاد کو اور مقرر کریں گے تمھارے لئے باغ اور مقرر کریں گے تمھارے لئے نہریں۔

فصل ۷ اس بیان میں کہ ایمان لانے سے خیر و برکتیں نصیب ہوتی ہیں کہ ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فرمایا اللہ تعالیٰ نے تحقیق اللہ تعالیٰ دفع کر دیتے ہیں (یعنی تمام آفات و شرور کو) ان لوگوں سے جو ایمان لائے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ان کے لئے حامی و مددگار ہونا قال اللہ تعالیٰ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فرمایا اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ مددگار ہیں ایمان والوں کے، فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں کو قوی رکھو۔ قال اللہ تعالیٰ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس وقت کو یاد کرو جبکہ حکم فرماتے تھے تمھارے پروردگار فرشتوں کو کہ بے شک میں تمھارے ساتھ ہوں تم ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے سچی عزت عنایت ہونا قال اللہ تعالیٰ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے ہے عزت اور ان کے رسول کے لئے اور ایمان والوں کے لئے۔ مراتب بلند ہونا۔ قال اللہ تعالیٰ يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ مراتب بلند کریں گے ان لوگوں کے جو ایمان لائے تم میں سے دلوں میں۔ ان کی محبت پیدا ہو جانا قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیشک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کیے بہت جلد پیدا کردیگا اللہ تعالیٰ ان کی محبت۔ اور ایک حدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت فرماتے ہیں اول فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ فلاں شخص کو محبت کرو، پھر دنیا میں منادی کی جاتی ہے فَيُوضَعُ لَهُ الْقُبُولُ فِي الْاَرْضِ یعنی مقرر کیجاتی ہے اس کے لئے قبولیت دنیا میں اس کی قبولیت کا کبھی یہاں تک اثر ہوتا ہے کہ حیوانات وجمادات تک اس شخص کی اطاعت کرنے لگتے ہیں ؎ تو گردن از حکم داور مپیچ ٭ کہ گردن نہ پیچد زحکمِ تو ہیچ۔ قرآن مجید کا اس کے حق میں شفا ہونا۔ قال اللہ تعالیٰ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہدیجئے کہ وہ قرآن ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے اسی طرح ایمان سے تمام بھلائیاں اور نعمتیں میسر ہوتی ہیں نصوص فضائل ایمان کو تتبع کرنے سے اس دعویٰ کی تصدیق ہوسکتی ہے

فصل اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے مالی نقصان کا تدارک ہوجاتا ہے اور نعم البدل ملجاتا ہے قال اللہ تعالیٰ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اے نبی کہدیجئے ان قیدیوں سے جو آپ کے قبضہ میں ہیں اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان کریں گے تو جو مال تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عنایت کردیں گے اور تمہارے گناہ بھی بخش دیں گے اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے بڑے مہربان ہیں۔ ف یہ آیت بدر کے قیدیوں کے حق میں اتری جن سے بطور فدیہ کچھ مال لیا گیا تھا ان سے وعدہ ٹھیرا کہ اگر تم سچے دل سے ایمان لاؤ گے تو تم کو پہلے سے بہت زیادہ مل جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

فصل اس بیان میں کہ اطاعت کرنے سے روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے قال اللہ تعالیٰ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اگر تم شکر کرو گے البتہ زیادہ دوں گا تم کو۔

فصل اس بیان میں کہ طاعت میں مال خرچ کرنے سے مال بہت بڑھتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وَمَاۤ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو کچھ زکوٰۃ دیتے ہو جس سے محض اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے ہو پس یہ لوگ دونا کرنے والے ہیں یعنی مال کو دنیا میں اور اجر کو آخرت میں۔

فصل اس بیان میں کہ طاعت کرنے سے قلب میں ایک راحت و اطمینان پیدا ہوجاتا ہے جس کی لذت کے روبرو ہفت اقلیم کی سلطنت گرد ہے قال اللہ تعالیٰ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہوجاؤ اللہ ہی کی یاد سے چین پاتے ہیں دل، قال العارف الشیرازی رحمۃ اللہ علیہ ؎ بفراغ دل زمانے نظرے بماہ رویے ٭ بہ ازاں کہ چتر شاہی ہمہ روز ہائے وہوئے۔ ایک بزرگ نے سنجر بادشاہ ملک نیم روز کو اس کے خط کے جواب میں لکھا تھا۔ ؎ چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد ٭ در دل اگر بود ہوس ملک سنجرم ٭ زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب ٭ من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم۔ ایک بزرگ کا قول ہے کہ اگر جنتی لوگ ایسے حال میں ہیں جس حال میں ہم ہیں تب تو وہ بڑے مزیدار عیش میں ہیں۔ دوسرے بزرگ فرماتے ہیں کہ افسوس بیچارے دنیا دار دنیا سے رخصت ہوگئے نہ انھوں نے عیش دیکھا نہ مزہ۔ تیسرے صاحب

فرماتے ہیں اگر بادشاہ ہماری لذت سے واقف ہو جاویں تو مارے رشک کے ہم پر تیغ رانی کرنے لگیں۔ کبھی یہاں تک اس لذت کا غلبہ ہو جاتا ہے کہ اس کو جنت پر ترجیح دیتے ہیں بلکہ لذت قرب کے رہتے دوزخ میں جانے پر راضی ہو جاتے ہیں او جو یہ لذت نہیں تو جنت کو ہیچ قرار دیتے ہیں۔ قال العارف الرومی ؎ ہر کجا دل بر بود خرم نشیں + فوق گردون است نے قعر زمیں + ہر کجا یوسف رخی باشد چو ماہ + جنت است آں گرچہ باشد قعر چاہ + با تو دوزخ جنت است اے جانفزا + بے تو جنت دوزخ ست اے دل ربا + - اب غور کرنے کا مقام ہے کہ یہ لذت کس غضب کی ہوگی -

فصل ۱۲ اس بیان میں کہ طاعت کی برکت سے اس شخص کی اولاد تک کو نفع پہنچتا ہے قال اللہ تعالیٰ فی قصۃ الخضر علیہ السلام وَاَمَّا الْجِدَارُ فَکَانَ لِغُلٰمَیْنِ یَتِیْمَیْنِ فِی الْمَدِیْنَۃِ وَکَانَ تَحْتَہٗ کَنْزٌ لَّھُمَا وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّکَ اَنْ یَّبْلُغَآ اَشُدَّھُمَا وَیَسْتَخْرِجَا کَنْزَھُمَا رَحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے جو وہ دیوار بلا اجرت درست کر دی وہ یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں رہتے ہیں اور اس دیوار کے نیچے ان کا ایک خزانہ گڑا ہے اور ان کا باپ نیک آدمی تھا پس خدا تعالیٰ کو یہ منظور ہوا کہ یہ دونوں اپنی جوانی پر پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں، یہ بوجہ مہربانی کے ہے تمہارے پروردگار کی طرف سے - اس قصہ سے معلوم ہوا کہ ان لڑکوں کے مال کی حفاظت کا حکم خضر علیہ السلام کو اس سبب سے ہوا کہ ان کا باپ نیک آدمی تھا سبحان اللہ نکوکاری کے آثار نسل میں بھی چلتے ہیں، آج کل لوگ اولاد کے لئے طرح طرح کے سامان جائداد اور روپیہ وغیرہ وغیرہ چھوڑ جانے کی فکر کرتے ہیں، سب سے زیادہ کام کی جائداد یہ ہے کہ خود نیک کام کریں کہ اسکی برکت سے اولاد سب بلاؤں سے محفوظ ہے -

فصل ۱۳ اس بیان میں کہ طاعت سے زندگانی میں غیبی بشارتیں نصیب ہوتی ہیں قال اللہ تعالیٰ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ - فرمایا اللہ تعالیٰ نے آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر نہ کچھ ڈر ہے نہ مغموم ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے تھے ان کے لئے خوشخبری ہے زندگانی میں اور آخرت میں - حدیث شریف میں تفسیر وارد ہوئی ہے کہ بشریٰ سے مراد اچھا خواب ہے جس سے دل خوش ہو جاوے - مثلاً خواب میں دیکھا کہ میں بہشت میں چلا گیا، یا اللہ کی زیارت سے مشرف ہوا یا اسی طرح کا اور خواب دیکھلیا جس سے امید کو قوت اور قلب کو فرحت ہو گئی -

فصل ۱۴ اس بیان میں کہ طاعت سے فرشتے مرتے وقت خوشخبری سناتے ہیں قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَشْتَھِیْٓ اَنْفُسُکُمْ وَلَکُمْ فِیْھَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ یعنی جن لوگوں نے کہا کہ ہمارے رب اللہ تعالیٰ ہیں، پھر وہ مستقیم رہے اترتے ہیں ان لوگوں پر فرشتے (یعنی وقت مرنے کے جیسا مفسرین نے فرمایا) کہ تم نہ خوف کرو نہ غم کرو اور بشارت سنو بہشت کی جس کا تم وعدہ کئے جاتے تھے ہم تمہارے حامی و مددگا

ہیں زندگانی دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے بہشت میں وہ چیزیں ہیں جو خواہش کریں گے تمہارے نفس۔ اور تمہارے لئے اس میں وہ چیزیں ہیں جو تم مانگو گے بطور مہمانی کے بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔ دیکھئے اس آیت میں حسب تفسیر محققین مذکور ہے کہ مرتے وقت فرشتے کیا کیا خوشی کی باتیں سناتے ہیں۔

فصل ۱۵ اس بیان میں کہ بعض طاعات سے حاجت روائی میں مدد ملتی ہے قال اللہ تعالیٰ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مدد چاہو یعنی اپنے حوائج میں کما قال المفسرون صبر اور نماز سے۔ حدیث شریف میں اس استعانت کا ایک خاص طریقہ وارد ہوا ہے۔ امام ترمذی نے حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس شخص کو کسی قسم کی حاجت ہو اللہ تعالیٰ سے یا آدمی سے اس کو چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالیٰ کی ثنا کہے مثلاً سورۂ فاتحہ پڑھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے پھر یہ دعا پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ۝

فصل ۱۶ اس بیان میں کہ بعض طاعات کا یہ اثر ہے کہ کسی معاملہ میں یہ تردد کہ کیونکر کرنا بہتر ہو گا رفع ہو جاتا ہے اور اسی جانب رائے قائم ہو جاتی ہے جس میں سراسر نفع وخیر ہی ہو احتمال ضرر بالکل نہیں رہتا گویا اللہ تعالیٰ سے مشورہ مل جاتا ہے امام بخاری نے جابر[1] رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم کو کسی کام میں تردد ہو (یعنی سمجھ میں نہ آتا ہو کہ کس طرح کرنا بہتر ہو گا مثلاً کسی سفر کی نسبت تردد ہو کہ اس میں نفع ہو یا نقصان۔ اسی طرح اور کسی کام میں تردد ہو) تو دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ ایک روایت[2] میں بجائے فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ کے یہ الفاظ ہیں عَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ یہاں بھی دوسری روایت ہے جو اوپر مذکور ہوئی فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ اپنے کام[3] کا نام بھی لیوے یعنی بجائے ہذا الامر کے کہے مثلاً ہذا السفر یا ہذا النکاح یا مثل اس کے۔

فصل ۱۷ بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ اس سے تمام مہمات کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ فرما لیتے ہیں ترمذی نے ابو الدرداء و ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ حکایت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ

[1] یہ حدیث مشکوۃ شریف سے نقل کی گئی ہے ۱۲ منہ [2] پڑھنے والے کو اختیار ہے جو لفظ چاہے پڑھے ۱۲ منہ [3] یا فقط دل میں سوچ لے ۱۲ منہ

فرمایا اے ابن آدم میرے لئے شروع دن میں چار رکعت پڑھ لیا کر میں ختم دن تک تیرے سارے کام بنایا کروں گا۔

فصل ۱۸ بعض طاعات میں یہ اثر ہے کہ مال میں برکت ہوتی ہے۔ حکیم ابن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اگر سچ بولیں بائع ومشتری اور ظاہر کر دیں اپنے اپنے مال کی حالت برکت ہوتی ہے دونوں کے لئے ان کے معاملہ میں اور اگر پوشیدہ رکھیں اور جھوٹ بولیں محو ہو جاتی ہے برکت دونوں کے معاملہ کی۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے۔

فصل ۱۹ دین داری سے بادشاہی باقی رہتی ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ یہ امر خلافت وسلطنت ہمیشہ قریش میں رہے گا۔ جو شخص ان سے مخالفت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل گرا دے گا جب تک کہ وہ لوگ دین کو قائم رکھیں۔

فصل ۲۰ بعض طاعات مالیہ سے اللہ تعالیٰ کا غصہ بجھتا ہے اور بری حالت پر موت نہیں آتی، ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ صدقہ بجھاتا ہے پروردگار کے غصہ کو اور دفع کرتا ہے بری موت کو یعنی جس میں خواری و فضیحتی ہو یا خاتمہ برا ہو۔ نعوذ باللہ۔

فصل ۲۱ دعا سے بلا ٹلتی ہے اور نیکی کرنے سے عمر بڑھتی ہے سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ہٹاتی قضا[1] کو مگر دعا اور نہیں بڑھاتی عمر کو مگر نیکی روایت کیا اس کو ترمذیؒ نے۔

فصل ۲۲ سورۂ یٰسین پڑھنے سے تمام کام بن جاتے ہیں، عطا ابن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھکو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سورۂ یٰسین پڑھے شروع دن میں پوری کیجاویں گی اسکی تمام حاجتیں روایت کیا اسکو دارمی نے۔

فصل ۲۳ سورۂ واقعہ پڑھنے سے فاقہ نہیں ہوتا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص سورۂ واقعہ پڑھا کرے ہر شب میں نہ پہنچے گا اس کو فاقہ کبھی۔ روایت کیا اسکو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

فصل ۲۴ ایمان کی برکت سے تھوڑے کھانے میں آسودگی ہو جاتی ہے، ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کھانا بہت کھایا کرتا تھا پھر وہ مسلمان ہو گیا تو تھوڑا کھانے لگا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر ہوا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں، روایت کیا اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے۔

فصل ۲۵ بعض دعاؤں کی یہ برکت ہے کہ بیماری لگنے یا اور بلا پہنچنے کا خوف نہیں رہتا حضرت عمرؓ و ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کسی مبتلائے غم یا مرض کو دیکھ کر یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا سو وہ ہرگز اس شخص کو نہ پہنچے گی خواہ کچھ ہی ہو۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے۔

فصل ۲۶ بعض دعاؤں میں یہ برکت ہے کہ فکریں زائل ہو جاتی ہیں اور قرض ادا ہو جاتا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ

---

[1] اس حدیث سے تقدیر کا انکار لازم نہیں آتا کیونکہ یہ اثر بھی تقدیر سے ہے ۱۲ منہ

تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو بہت سے افکار اور قرض نے گھیر لیا
آپ نے ارشاد فرمایا تجھ کو ایسا کلام بتلادوں کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ تیری ساری فکریں دور کردے اور تیرا قرض
بھی ادا کردے، اس شخص نے عرض کیا بہت خوب فرمایا صبح وشام یہ کہا کر اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ
وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ غَلَبَۃِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ اس
شخص کا بیان ہے کہ میں نے یہی کیا سو میری ساری فکریں بھی جاتی رہیں اور قرض بھی ادا ہو گیا۔ روایت کیا ابو داؤد نے
فصل ۲۷ بعض دعا ایسی ہے کہ سحر وغیرہ کے اثر سے محفوظ رکھتی ہے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں
چند کلمات اگر میں نہ کہتا رہتا تو یہود مجھ کو گدھا بنا دیتے کسی نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں انھوں نے یہ بتلائے اَعُوْذُ بِوَجْہِ
اللّٰہِ الْعَظِیْمِ الَّذِیْ لَیْسَ شَیْءٌ اَعْظَمُ مِنْہُ وَبِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ الَّتِیْ لَا یُجَاوِزُھُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَبِاَسْمَاءِ اللّٰہِ
الْحُسْنٰی مَا عَلِمْتُ مِنْھَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ روایت کیا اس کو مالک نے اسی طرح طاعات میں
اور بے شمار فوائد ومنافع ہیں جو قرآن شریف وحدیث شریف اور روزانہ کے معاملات میں غور کرنے سے سمجھ میں آ سکتے ہیں
اور پھر تو کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول کے فرمانبردار ہیں اُن کی ایسی حلاوت ولطف سے بسر ہوتی
ہے کہ اس کا نظیر امراء میں نہیں ملتا ان کے قلیل میں برکت ہوتی ہے اُن کے دلوں میں نورانیت رہتی ہے جو اصلی ما
سرور ہے یا الٰہی ہم سب کو اپنی طاعت کی توفیق عطا فرمایئے اور اپنی رضامندی وقرب نصیب فرمایئے۔

باب تیسرا۔ اس بیان میں کہ گناہوں اور سزائے آخرت میں کیسا قوی تعلق ہے جاننا چاہیئے کہ کتاب وسنت
اور کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ علاوہ اس عالم دنیا کے دو عالم اور ہیں ایک کو برزخ دوسرے کو عالم غیب کہتے ہیں
اور ہماری مراد آخرت سے مفہوم عام ہے جو دونوں کو شامل ہے تو جس وقت آدمی کوئی عمل کرتا ہے وہ فوراً برزخ میں
منعکس ہو کر چھپ جاتا ہے اور اس وجود پر کچھ آثار بھی مرتب ہوتے ہیں اس عالم کا نام قبر بھی ہے پھر انھیں اعمال
کا ایک وقت میں کامل ظہور ہوگا جس کو یوم حشر ونشر کہتے ہیں۔ سو ہر عمل کے مراتب وجودی تین ہوئے، صدور،
ظہور مثالی ظہور حقیقی اس مضمون کو فوٹو فون سے سمجھنا چاہیئے۔ جب آدمی کوئی بات کرتا ہے اس کے تین مرتبے ہوتے
ہیں ایک مرتبہ یہ کہ وہ بات منھ سے نکلی۔ دوسرا مرتبہ یہ کہ فوراً فوٹو فون میں وہ الفاظ بند ہو گئے، تیسرا مرتبہ
جب اس سے آواز نکالنا چاہیں وہی آواز بعینہٖ پیدا ہو جاوے سو منھ سے نکلنا عالم دنیا کی مثال ہے اس میں
بند ہونا عالم برزخ کی، پھر اس سے نکلنا عالم غیب کی۔ سو جیسا کوئی عاقل شک نہیں کرتا کہ الفاظ منھ سے
نکلتے ہی فوٹو فون میں بند ہو جاتے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کرتا کہ نکالنے کے وقت وہی بات نکلے گی جو اول
منھ سے نکلی تھی اس کے خلاف نہ نکلے گی، اسی طرح مومن کو اس میں شک نہ چاہیئے کہ جس وقت کوئی عمل اس سے
صادر ہوتا ہے فوراً وہ عالم مثال میں منقش ہو جاتا ہے۔ اور آخرت میں اس کا ظہور ہوگا، اس بنا پر یقین ہو گیا

کہ آخرت[1] کا سلسلہ بالکل ہماری اختیاری حالت پر مبنی ہے کوئی وجہ مجبوری کی نہیں۔ سو جیسے فونوگراف کے قرب و محاذات کے وقت ایک ایک بات کا خیال رہتا ہے کہ میرے منہ سے کیا نکل رہا ہے کوئی ایسی بات نہ نکل جاوے جس کا اظہار اس شخص کے روبرو پسند نہیں کہ جس کے سامنے یہ فونوگراف بعد میں کھولا جاوے گا اور یہ بھی جانتا ہے کہ اس وقت مجال انکار نہ ہوگی کیونکہ اس آلہ کا یقینی خاصہ ہے کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کہا کچھ اور بند ہو گیا اور کچھ اسی طرح صدور اعمال کے وقت اس امر کا خیال رہنا چاہئے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں یہ کہیں جمع ہوتا جاتا ہے اور بلا کمی و بیشی ایک روز کھل پڑے گا اور اس وقت کوئی عذر و حیلہ احتمال کمی و بیشی کا نہ چل سکیگا اگر یہ خیال غالب ہو جاوے تو گناہ کرنے سے ایسا ہی اندیشہ ہو جیسا فونوگراف کے روبرو گالیاں دینے سے جبکہ یقین ہو کہ بادشاہ کے روبرو کھولا جاویگا اور ہم بھی اس وقت حاضر ہوں گا یا دوسری موٹی مثال سمجھئے درخت پیدا ہونے میں تین مرتبے ہیں اوّل تخم ڈالنا دوسرے اس کا زمین سے نکلنا۔ تیسرے بڑا ہو کر پھل پھول لگنا۔ سو عاقل سمجھتا ہے کہ درخت کا نکلنا اور اس میں پھل پھول آنا ابتدائی کارخانہ نہیں ہے اسی تخم پاشی پر مبنی ہے اسی طرح دنیا میں عمل کرنا بمنزلہ تخم پاشی کے ہے۔ آثار برزخی کا ظاہر ہونا بمنزلہ درخت نکلنے کے ہے۔ آثار آخرت کا ظاہر ہونا اس میں پھل پھول لگنا ہے۔ پس ثمرات برزخ و آخرت بالکل یقینی اعمال اختیاریہ پر مبنی ٹھیرے۔ جیسا جو بو کر کبھی توقع نہیں ہوتی کہ گیہوں پیدا ہوگا اسی طرح اعمال بد کر کے کیوں توقع ہوتی ہے کہ ثمرات نیک شاید ہم کو ملجاویں۔ اسی مقام سے یہ مضمون سمجھ میں آگیا ہوگا۔ الدنیا مزرعۃ الاخرۃ۔ بزرگ کا قول ہے ؎ گندم از گندم بروید جَو ز جَو ؛ از مکافاتِ عمل غافل مشو۔ اور جس طرح تخم جَو اور درخت جَو میں مماثلت نہیں ہوتی مگر معنوی مناسبت یقینی ہے جس کو اہل نظر سمجھتے ہیں، اسی طرح اعمال اور جزا میں خفی مناسبت ہے جس کے سمجھنے کے لئے بصیرت کی ضرورت ہے۔ مبادی جس طرح درخت جَو کے پہچاننے والوں کا قول قابل اعتبار سمجھا جاتا ہے اور ان سے اس حکم میں منازعت نہیں کی جاتی خواہ مناسبت سمجھ میں آوے یا نہ آوے اسی طرح ثمراتِ اعمال کو پہچان کر بتلانے والوں کا (یعنی انبیاؤں اولیاؤں کا) ارشاد واجب القبول ہے خواہ مناسبت سمجھ میں آوے یا نہ آوے۔

اب ہم بعض اعمال کے ثمرات جو موت کے بعد پیش آویں گے خواہ برزخ میں یا آخرت میں ذکر کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ کارخانہ بعد الموت ابتدائی کارخانہ نہیں بلکہ اسی کارخانہ پر مرتب و مسبب ہے اس کے بعد بعض اہل معانی کے اقوال سے بعض اعمال و ثمرات کی مناسبت کو تمثیلاً ذکر کریں گے تاکہ معلوم ہو جاوے کہ وہاں جو کچھ ہے یہاں کا ہے۔

[1] اور یہ شبہ ہو کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی جنت ایک بالشت رہ جاتی ہے پھر تقدیر غالب آتی ہے اور وہ شخص دوزخی ہو جاتا ہے اسی طرح دوزخی جنتی۔ اس سے تو صاف صاف مجبوری معلوم ہوتی ہے جواب یوں سمجھو کہ غلبہ تقدیر کا تو تمام امور اختیاریہ میں عام ہے۔ بعض اوقات خوب علاج کرتے ہیں مگر غلبہ تقدیر سے وہ مریض مر جاتا ہے مگر پھر بھی محنت کو علاج کا مرتب سمجھ کر چھوڑ نہیں دیتے اصل یہ ہے کہ اعتبار اکثری معاملات کا ہوتا ہے اتفاق نادر پر حکم نہیں لگایا جاتا سو عموماً اتفاقی طور پر اثر بھی ہو جنت کے اعمال اور دوزخی ہو کر دوزخ کے اعمال مرتے دم تک ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ فاما من اعطی واتقی الخ ۱۲

اور تمثیل ہے اور یہ ارشادات بھی یہیں آجاویں — مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ - وقولہ تعالیٰ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ وقولہ تعالیٰ يَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّا اَحْصٰهَا وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا وقولہ تعالیٰ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًا بَعِيْدًا وقولہ تعالیٰ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ - وغیرہا من الآیات -

فصل بعض اعمال کے آثار برزخیہ ہیں جس سے ان اعمال کی صورت مثالیہ منکشف ہوگی امام بخاریؒ نے بروایت سمرۃ بن جندب صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر صحابہ سے دریافت فرماتے کہ تم نے شب کو کوئی خواب تو نہیں دیکھا، جو شخص کوئی خواب عرض کرتا آپ اس کی تعبیر ارشاد فرماتے اسی طرح حسب معمول ایک روز صبح کے وقت ارشاد فرمایا کہ آج رات ہم نے ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے مجھ کو اٹھا کر کہا چلو میں اُن کے ساتھ چلا، ایک شخص پر ہمارا گذر ہوا کہ وہ لیٹا ہوا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس پتھر لئے کھڑا ہے اور اس کے سر پر زور سے مارتا ہے جس سے اس کا سر کچل جاتا ہے اور پتھر آگے کو لڑھک جاتا ہے وہ جاکر پتھر کو پھر اٹھا لاتا ہے اور یہ ابھی لوٹنے نہیں پاتا کہ اس کا سر اچھا ہو جاتا ہے جیسا پہلے تھا وہ آکر پھر اسی طرح کرتا ہے میں نے ان دونوں شخصوں سے تعجباً کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں انھوں نے کہا چلو چلو۔ ہم آگے چلے ایک شخص پر گذر ہوا جو چت لیٹا ہے اور دوسرا شخص اس کے پاس لوہے کا زنبور لئے کھڑا ہے اور اس لیٹے ہوئے شخص کے منہ کے ایک جانب آکر اس کا کلّہ اور نتھنا اور آنکھ گدی تک چیرتا چلا جاتا ہے، پھر دوسری طرف آکر اسی طرح کرتا ہے اور اس جانب سے فارغ نہیں ہونے پاتا کہ وہ جانب اچھی ہو جاتی ہے، پھر اُس طرف جاکر اسی طرح کرتا ہے میں نے کہا سبحان اللہ یہ دونوں کون ہیں کہنے لگے چلو چلو۔ ہم آگے چلے ایک تنور پر پہنچے اس میں بڑا شور و غل ہو رہا ہے ہم نے اس میں جھانک کر دیکھا تو اس میں بہت سے مرد و عورت ننگے ہیں اور اُن کے نیچے سے ایک شعلہ آتا ہے جب وہ ان کے پاس پہنچتا ہے اس کی قوت سے یہ بھی اونچے اٹھ آتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں وہ دونوں بولے چلو چلو۔ ہم آگے چلے ایک نہر پر پہنچے کہ خون کی طرح لال تھی اور اس نہر کے اندر ایک شخص تیر رہا اور نہر کے کنارہ پر ایک اور شخص ہے اس نے بہت سے پتھر جمع کر رکھے ہیں وہ شخص تیرتا ہوا اُدھر کو آتا ہے یہ شخص اس کے منہ پر ایک پتھر کھینچ کر مارتا ہے جس کے صدمہ سے پھر وہ اپنی جگہ پہنچ جاتا ہے پھر وہ تیر کر نکلتا ہے یہ شخص پھر اسی طرح اس کو ہٹا دیتا ہے میں نے پوچھا یہ دونوں کون ہیں کہنے لگے چلو چلو، ہم آگے چلے ایک شخص پر گذر ہوا کہ بڑا ہی بدشکل ہے کہ کبھی ایسا کوئی نظر سے نہ گذرا ہوگا اور اس کے سامنے آگ ہے اس کو جلا رہا ہے اور اس کے گرد پھر رہا ہے میں نے پوچھا یہ کون شخص ہے کہنے لگے

ف یہ حدیث جواب کافی سے منقول ہے ۱۲ منہ

چلو چلو۔ ہم آگے گنجان ایک باغ میں پہنچے جس میں ہر قسم کے بہار کے شگوفے تھے اور اس باغ کے درمیان ایک شخص نہایت دراز قد جن کا سر اونچائی کے سبب دکھائی پڑتا بیٹھے ہیں اور ان کے آس پاس بڑی کثرت سے بچے جمع ہیں میں نے پوچھا یہ باغ کیا ہے اور یہ لوگ کون ہیں کہنے لگے چلو چلو۔ ہم آگے چلے ایک عظیم الشان درخت پر پہنچے کہ اس سے بڑا اور خوبصورت درخت کبھی میں نے نہیں دیکھا ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ اس پر چڑھو ہم اس پر چڑھے تو ایک شہر ملا کہ اس کی عمارت میں ایک ایک اینٹ سونے کی ایک ایک اینٹ چاندی کی لگی ہے ہم شہر کے دروازے پر پہنچے اور اس کو کھلوایا وہ کھول دیا گیا ہم اس کے اندر گئے ہم کو چند آدمی ملے جن کا آدھا بدن ایک طرف کا نہایت خوبصورت اور آدھا بدن نہایت بدصورت وہ دونوں شخص ان لوگوں سے بولے جاؤ اس نہر میں گر پڑو اور وہاں ایک چوڑی نہر جا رہی ہے پانی ایسا سفید ہے جیسا دودھ ہوتا ہے وہ لوگ جا کر اس میں گر گئے۔ پھر ہمارے پاس جو آئے تو وہ بدصورتی بالکل جاتی رہی، پھر ان دونوں شخصوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنت عدن ہے اور دیکھو تمہارا گھر وہ رہا میری نظر جو اوپر بلند ہوئی تو ایک محل ہے جیسا سفید بادل کہنے لگے یہی تمہارا گھر ہے میں نے ان دونوں سے کہا اللہ تعالیٰ تمہارا بھلا کرے مجھ کو چھوڑ دو میں اس کے اندر چلا جاؤں کہنے لگے ابھی نہیں بعد میں جاؤ گے میں نے ان سے کہا آج رات بھر بہت عجیب عجیب تماشے دیکھے آخر یہ کیا چیزیں تھیں وہ بولے ابھی بتلاتے ہیں، وہ جو شخص تھا جس کا سر پتھر سے کچلتا دیکھا وہ ایسا شخص ہے جو قرآن مجید حاصل کر کے اس کو چھوڑ کر فرض نماز سے غافل ہو کر سو رہتا تھا، اور جس شخص کے کلے اور نتھنے اور آنکھ گدی سے چیرتے دیکھا یہ ایک شخص ہے کہ صبح کو گھر سے نکلتا اور جھوٹی باتیں کیا کرتا جو دور دور پہنچ جاتیں اور وہ جو ننگے مرد و عورت تنور میں نظر آئے یہ زنا کرنے والے مرد و عورت ہیں اور جو شخص نہر میں تیرتا تھا اور اس کے منہ میں پتھر بھرے جاتے تھے یہ سود خوار ہے، اور جو وہ بدشکل آدمی آگ جلاتا ہوا اور اس کے گرد دوڑتا ہوا دیکھا وہ مالک داروغہ دوزخ کا ہے اور وہ جو دراز قامت شخص باغ میں دیکھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور جو بچے ان کے آس پاس دیکھے یہ وہ بچے ہیں جن کو فطرت پر موت آگئی کسی مسلمان نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکین کے بچے بھی۔ آپ نے فرمایا ہاں مشرکین کے بچے بھی۔ اور وہ جو لوگ تھے جن کا نصف بدن خوبصورت اور نصف بدن بدصورت تھا۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ کچھ عمل نیک کئے تھے اور کچھ بد کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا۔ فقط

اس حدیث سے ان اعمال کے آثار واضح ہوئے اور مناسبتیں گو مخفی ہیں مگر ذرا تأمل سے سمجھ میں آسکتی ہیں مثلاً جھوٹ بولنے اور کلے چیرے جانے میں مناسبت ظاہر ہے اور زنا کرنے سے جو آتش شہوت تمام بدن میں پھیل جاتی ہے اس میں اور آتش عقوبت کے محیط ہو جانے میں مناسبت ظاہر ہے اور زنا کے وقت برہنہ ہو جانے میں اور جہنم میں برہنہ ہو جانے میں بھی مناسبت ظاہر ہے علیٰ ہذا القیاس سب اعمال کو اسی طرح سوچ لینا چاہیئے۔

فصل[۱] جس مال کی زکوٰۃ نہ دی جائے وہ سانپ کی شکل بن کر اس کے گلے میں بطور طوق کے ڈالا جاویگا۔ ابن مسعودؓ

[۱] یعنی موسم بہار کے ۱۲ منہ [۲] کذا فی المشکوٰۃ ۱۲

سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں ہے کوئی شخص جو نہ دیتا ہو زکوٰۃ اپنے مال کی مگر یہ کہ ڈال دینگے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے گلے میں ایک اژدھا پھر آپ نے اس کی تاکید کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَّهُم بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُونَ مَا بَخِلُوا بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الآية روایت کیا اس کو ترمذی علیہ الرحمۃ نے۔

فصل بد عہدی بشکل جھنڈے کے متمثل ہو کر قیامت کے دن موجب رسوائی ہوگی۔ عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو شخص پناہ دیوے کسی شخص کو اس کی جان پر پھر اس کو قتل کر دے، دیا جاویگا اُس کو جھنڈا اس کی پشت پر گاڑ کر پکارا جاویگا هٰذِهٖ غدرة فلان یعنی فلاں شخص کی بد عہدی ہے۔

فصل چوری اور خیانت جس چیز میں کی ہوگی وہی آلہ تعذیب ہو جائے گی۔ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ایک غلام ہدیہ میں بھیجا، اس کا نام مدعم تھا، وہ مدعم حضور کا کچھ اسباب اُتار رہا تھا کہ دفعتہً اس کے ایک تیر آکر لگا جس کا مارنے والا معلوم نہ ہوا۔ لوگوں نے کہا بہشت اس کو مبارک ہو آپ نے فرمایا ہرگز ایسا مت کہو قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ جو کملی اس نے یوم خیبر میں لے لی تھی تقسیم نہ ہونے پائی تھی وہ آگ بن کر اس پر مشتعل ہو رہی ہے جب لوگوں نے یہ مضمون سنا ایک شخص جوتے کے ایک یا دو تسمے واپس کرنے کو لایا۔ آپ نے فرمایا (اب کیا ہوتا ہے) یہ ایک تسمہ یا دو تسمہ تو آگ کا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

فصل غیبت کرنے کی صورت مثالی مردہ بھائی کے گوشت کھانے کی ہے قال اللہ تعالیٰ۔ وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ الآية فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہ نہ غیبت کرے کوئی تم میں کسی کی۔ کیا پسند کرتا ہے کوئی تم میں یہ کھاوے گوشت اپنے بھائی کا جبکہ وہ مرا ہو۔ ضرور اس کو ناپسند کرو گے فقط اسی وجہ سے غیبت خواب میں اسی شکل میں نظر آتی ہے۔

فصل۔ اہل معانی کے اقوال سے بعض چیزوں کی صورت مثالیہ کے بیان میں محققین نے فرمایا ہے کہ ہر خصلت ذمیمہ کو ایک جانور کے ساتھ خصوصیت خاصہ ہے جس شخص میں وہ خصلت غالب ہو جاتی عالم مثال میں اس شخص کی شکل اس جانور کی سی ہو جاتی ہے امم سابقہ میں وہ شکل اسی عالم میں ظاہر ہو جاتی تھی اس امت کو اللہ تعالیٰ نے اس عالم میں رسوا ہونے سے محفوظ رکھا لیکن دوسرے عالم میں وہ شکل بنجاتی ہے۔ قیامت کے روز اس کا ظہور ہوگا اور اہل کشف کو یہاں ہی منکشف ہو جاتی ہے، سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت کی یہی تفسیر فرمائی ہے وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّا أُمَمٌ أَمْثَالُكُم یعنی نہیں کوئی جانور چلنے والا زمین پر اور نہ کوئی پرندہ جو اپنے بازوؤں سے اُڑتا ہے مگر وہ سب جماعتیں ہیں مثل تمہارے، سفیانؓ فرماتے ہیں کہ

بعض لوگ درندوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں بعض کتوں کے، سوروں، گدھوں کے اخلاق پر ہوتے ہیں بعض بناؤ سنگار کر کے طاؤس کے مشابہ بنتے ہیں بعض پلید ہوتے ہیں مثل گدھے کے بعض خود پرور ہوتے ہیں مثل مرغی کے بعض کینہ ور ہوتے ہیں مثل اونٹ کے بعض مشابہ مکھی کے ہوتے ہیں بعض مشابہ لومڑی کے فقط ثعلبی نے فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا کی تفسیر میں کہا ہے کہ قیامت میں لوگ مختلف صورتوں میں محشور ہوں گے جس جانور کی عادت طبیعت پر غالب ہوگی قیامت میں اسی کی شکل بنجاوے گی۔

فصل ۷۔ بعض اعمال کی صورت مثالیہ کی تحقیق حضرت مولوی روم علیہ الرحمۃ کے قول سے

چوں سجودے یا رکوعے مرد کشت	شد دراں عالم سجود او بہشت	چونکہ پرید از دہانت حمد حق	مرغ جنت ساختش رب الفلق
حمد و تسبیحت نماید مرغ را	ہم چو نطفہ مرغ باد است و ہوا	چوں ز دستت رست ایثار و زکوٰۃ	گشت ایں دست آں طرف نخل و نبات
آب صبرت آب جوئے خلد شد	جوئے شیر خلد مہر تست و دود	ذوق طاعت گشت جوئے انگبیں	مستی شوق تو جوئے خمر بیں
ایں سببہا آں اثرہا را نماند	کس نداند چونش جائے آں نشاند	ایں سببہا چوں بفرمان تو بود	چار جو ہم مر ترا فرماں نمود
ہر طرف خواہی روانش می کنی	آں صفت چوں چاکرانش می کنی	چوں منی تو کہ در فرمان تست	نسل تو در امر تو آیند چست
می دود در امر تو فرزند تو	کہ منم جزوت کہ کردم گرد تو	آں صفت در امر تو بود ایں جہان	ہم در امر تست آں جوہا رواں
آں درختاں مر ترا فرماں برند	چوں بامر تست ایں جا ایں صفات	پس در امر تست آنجا آں حیات	چوں ز دستت زخم بر مظلوم رست
آں درخت گشت ازاں زقوم رست	ز خشم آتش تو در دلہا زدی	مایۂ نار جہنم آمدی	آتشت اینجا چو مردم سوز بود
آنچہ از وی می زاد مرد افروز بود	آتش تو قصد مردم میکند	نار وی زاد بر مردم زند	آں سخنہا چو مار و کژدمت

مار و کژدم گشت و می گیرد دمت

رجوع بمطلب۔ آیات و احادیث و اقوال مذکورہ سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ آدمی جو کچھ عمل کرتا ہے اس کا وجود باقی رہتا ہے اور وہ ایک روز کھلنے والا ہے قال اللہ تعالیٰ۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔ پس جنت و دوزخ اپنے ہاتھوں آدمی لیتا ہے اور یہ تحقیق مسئلہ تقدیر کے مخالف نہیں ہے کیونکہ مسئلہ تقدیر میں یہ بات نہیں بتلائی گئی کہ کوئی شی بلا سبب ہو جاتی ہے ہرگز ایسا نہیں بلکہ جو کچھ تقدیر میں ہوتا ہے اس کے اسباب اول جمع ہوتے ہیں پھر وہ امر واقع ہو جاتا ہے منجملہ اسباب قویہ دخول بہشت و دوزخ کے اعمال حسنہ یا سیئہ ہیں اسی لیے صحابہؓ نے جب اعمال کا فائدہ پوچھا سو حضورؐ نے ارشاد فرمایا اعملوا فکل میسر لما خلق لہ یعنی عمل کرتے رہو کیونکہ ہر شخص کو وہی کام آسان ہے جس کے لیے وہ پیدا ہوا ہے قال اللہ تعالیٰ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى الآیۃ خلاصہ یہ کہ جیسا یہاں کر دگے برزخ اور قیامت میں اس سے پردہ اٹھ جاوے گا قال اللہ تعالیٰ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَآءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ الآیۃ

یا الٰہی ہم لوگوں کو فہم صحیح عطا فرمایئے اور اس قدر تذکر نصیب کر دیجئے کہ گناہ کے وقت اس کی جزا پیش نظر ہو جایا کرے پھر اس سے بچنے کی بھی توفیق عطا ہو۔ آمین۔

باب چوتھا اس بیان میں کہ طاعت کو جزائے آخرت میں کیا کچھ دخل و تاثیر ہے اس کی اجمالی تحقیق تو آغاز باب سوم سے اچھی طرح دریافت ہو چکی ہے اس مقام پر صرف دو چار اعمال کی مثال صورت و لائق ہو لکھنا کافی معلوم ہوتا ہے۔

فصل ۱ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کی صورت مثالی درخت کی سی ہے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات کی میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے شب معراج میں انھوں نے فرمایا کہ اے محمد اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہیئے اور خبر دیدیجئے کہ جنت ستھری مٹی والی شیریں پانی والی ہے اور اصل میں وہ صاف میدان ہے اور اس کے درخت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

فصل ۲ سورہ بقرہ اور آل عمران کی صورت مثالی بادل کی ٹکڑیوں یا پرندوں کے ہے۔ نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لایا جاوے گا قرآن مجید کو قیامت کے دن اور قرآن والوں کو جو اس پر عمل کرتے تھے آگے آگے ہوگی اس کے سورہ بقرہ اور آل عمران جیسے دو بدلیاں ہوں یا سیاہ سائبان ہوں ان کے بیچ میں ایک چمک ہوگی (بقول محققین یہ چمک بسم اللہ کی ہے) جیسے قطار باندھنے والے پرندوں کی دو ٹکڑیاں ہوں۔ حجت کریں گی دونوں صورتیں اپنے پڑھنے والے کی جانب سے روایت کیا اس کو مسلم نے

فصل ۳ سورہ قل ہو اللہ کی صورت مثالی مثل قصر کے ہے۔ سعید بن المسیب مرسلاً روایت کرتے ہیں کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص قل ہو اللہ احد دس مرتبہ پڑھے اس کے لئے جنت میں ایک محل تیار ہوتا ہے اور جو بیس مرتبہ پڑھے اس کے لئے دو محل تیار ہوتے ہیں اور جو تیس مرتبہ پڑھے اس کے لئے تین محل تیار ہوتے ہیں جنت میں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بولے قسم خدا تعالیٰ کی یا رسول اللہ تب تو ہم اپنے بہت سے محل بنوا لیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ فراخت و گنجائش والے ہیں روایت کیا اس کو دارمی علیہ الرحمۃ نے۔

فصل ۴ عمل جاری کی صورت مثالی چشمہ کے مثل ہے ام العلاء انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خواب میں ایک چشمہ جاری دیکھا اور یہ خواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا آپ نے فرمایا ان کا عمل ہے جو جاری ہوتا ہے ان کے لئے۔ روایت کیا اس کو بخاری نے

فصل ۵ دین کی شکل مثالی مثل لباس کے ہے ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں خواب میں تھا کہ لوگوں کو اپنے روبرو پیش ہوتے دیکھا کہ وہ کرتے پہنے ہیں کسی کا کرتہ تو سینہ تک ہے کسی کا اس سے نیچے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو پیش ہوئے تو ان کا کرتا اتنا بڑا ہے کہ زمین پر گھسیٹتے چلتے ہیں

لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پھر آپ نے اس کی کیا تعبیر لی آپ نے فرمایا دین۔

فصل علم کی شکل مثالی مثل دودھ کے ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا کہ خواب میں میرے پاس ایک پیالہ دودھ کا لایا گیا میں نے اس سے پیا یہاں تک کہ اس کی سیرابی کا اثر اپنے ناخنوں سے نکلتے پایا۔ پھر بچا ہوا حضرت عمرؓ کو دیدیا گیا لوگوں نے عرض کیا پھر آپ نے اسکی کیا تعبیر لی۔ آپنے فرمایا علم"

فصل نماز کی شکل مثالی مثل نور کے ہے عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کا ذکر فرمایا ارشاد ہوا کہ جو شخص محافظت کرے گا نماز پر وہ نماز اس کے لئے قیامت کے دن نور اور برہان اور نجات ہوگی

فصل صراط مستقیم کی مثالی شکل مثل پل صراط کے ہے امام غزالی رح نے رسالۂ حل مسائل فلسفہ میں ارشاد فرمایا ہے کہ پُل صراط پر ایمان لانا برحق ہے یہ جو کہا جاتا ہے کہ پل صراط بار یکی میں بال کے مانند ہے یہ تو اس کے وصف میں ظلم ہے بلکہ وہ تو بال سے بھی باریک ہے اس میں اور بال میں کچھ مناسبت ہی نہیں جیسا کہ باریکی خط ہندسی کو جو سایہ اور دھوپ کے مابین ہوتا ہے نہ سایہ میں اس کا شمار ہے نہ دھوپ میں۔ بال کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں۔ بلکہ صراط باریکی میں خط ہندسی کے مثل ہے جس کا کچھ عرض نہیں کیونکہ وہ صراط مستقیم کی مثال پر ہے جو باریکی میں خط ہندسی کے مثل ہے اور صراط مستقیم اخلاق متضادہ کی وسط حقیقی سے مراد ہے جیسا کہ فضول خرچی اور بخل کے درمیان میں وسط حقیقی سخاوت ہے تھوڑا یعنی افراط قوت غضبی اور جبن یعنی بزدلی کے درمیان میں شجاعت اسراف اور تنگی خرچ کے درمیان میں تواضع شہوت اور خمود کے درمیان میں عفت، کیونکہ ان صفتوں کی دو طرفیں ہیں۔ ایک زیادتی دوسرے کمی وہ دونوں مذموم ہیں افراط اور تفریط کے مابین وسط ہے وہ دونوں طرفوں کی نہایت دوری ہے اور وہ وسط میانہ روی ہے نہ زیادتی کی طرف میں ہے اور نہ نقصان کی طرف میں جیسا خط فاصل دھوپ اور سایہ کے مابین ہوتا ہے نہ سایہ میں سے ہے نہ دھوپ میں جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے قیامت میں صراط مستقیم کو کہ خط ہندسی کی طرح ہے جس کا کچھ عرض نہیں ممثل کرینگے تو ہر انسان سے اس صراط پر استقامت کا مطالبہ ہوگا پس جس شخص نے دنیا میں صراط مستقیم پر استقامت کی اور افراط و تفریط یعنی زیادتی و کمی دونوں جانبوں میں سے کسی جانب میلان نہ کیا وہ اس پلصراط پر برابر گذر جائے گا اور کسی طرف کو نہ جھکیگا۔ کیونکہ اس شخص کی عادت دنیا میں میلان سے بچنے کی تھی سو یہ اس کا وصف طبعی بن گیا اور عادت طبیعت ثانیہ ہوتی ہے تو صراط پر برابر گذر جائے گا اور ان دلائل سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ کارخانہ آخرت کا غیر منتظم نہیں ہے کہ جس کو چاہا جہنم میں پکڑ کر پھینکدیا جس کو چاہا جنت میں بھیجدیا یوں مالک حقیقی کو سب اختیار ہے مگر عادت اور وعدہ یوں ہی ہے کہ جیسا کرو گے ویسا پاؤ گے، اسی لئے جا بجا ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ اور ارشاد فرمایا ہے سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ۔ یعنی دوڑو طرف مغفرت پروردگار اپنے کے اور طرف جنت

سلہ کذا فی المشکوٰۃ ۱۲ منہ علہ نقل من ترجمۃ المسماۃ حقیقت روح انسانی ۱۲ منہ

کہ جس کی وسعت آسمان و زمین کے برابر ہے دیعنی ہمارے بھگانے کو فرمایا، سو اگر جنت میں داخل ہونا بالکل غیر اختیاری ہے تو اس کی طرف دوڑنے کو کیسے حکم فرمایا ہے یعنی اس کے اسباب اختیار دیئے ہیں جن پر دخول جنت حسب وعدہ آیۃ مرتب ہو جاتا ہے اسی لئے بعد حکم مسابقت الی الجنۃ کے ان اعمال و اسباب کو ذکر فرمایا جو یقیناً انسان کے اختیار میں ہیں چنانچہ ارشاد ہوا۔ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ یعنی یہ جنت ایسے پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے جو خرچ کرتے ہیں فراغت میں اور تنگی میں اور جو پی جانے والے ہیں غصہ کے اور معاف کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں نیکی کرنے والوں کو اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب کر گذرتے ہیں کوئی بے حیائی کا کام یا ظلم کرتے ہیں اپنی جانوں پر فوراً یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو اور معافی مانگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور سوا اللہ تعالیٰ کے گناہ کو بخشتا ہی کون ہے اور وہ لوگ اڑتے نہیں اس کام پر جو کیا انھوں نے اور وہ جانتے ہیں۔ دیکھئے اس آیت میں صاف فرما دیا کہ جنت ایسوں کے لئے ہے جن میں فلاں فلاں اوصاف ہیں اور یہ سب اوصاف اختیاری ہیں اس کے بعد اور بھی صاف لفظوں میں بتلاتے ہیں کہ ان کاموں کے کرنے سے ضرور جنت مل ہی جاتی ہے ارشاد ہوتا ہے اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ۔ ہم دنیا میں دیکھتے ہیں کہ شئے محبوب کے اسباب بھی محبوب ہوتے ہیں دیکھو پلّہ دار مزدور چونکہ جانتے ہیں کہ اسباب اٹھانے سے پیسہ ملے گا سو مسافروں کے اسباب لینے اور لادنے کے لئے آپس میں کیسا جھگڑتے ہیں اور ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھ پر یہ اسباب لادا جاوے اور باوجود مشقت و تعب کے پھر بھی بوجھ لادتے ہیں ان کو ایک قسم کا لطف و لذت ملتا ہے پھر کیا وجہ ہے کہ جنت محبوب ہو اللہ تعالیٰ کا لقا محبوب ہو اور اس کے اسباب یعنی اعمالِ صالحہ مرغوب و محبوب نہ ہوں اسی لئے حدیث شریف میں وارد ہے لم ار مثل الجنۃ نام طالبھا او کما قال یعنی میں نے جنت کے برابر کوئی چیز عجیب نہیں دیکھی جس کا طالب ہو جاوے۔ جن کو دیدہ بصیرت سے یہ مضمون کھل گیا ان کو بے شک ان اعمال شاقہ میں لطف و راحت ملتا ہے قال اللہ تعالیٰ۔ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ یعنی بے شک نماز ضرور گراں گذرتی ہے مگر ان لوگوں پر جو خشوع کرنے والے ہیں جن کا یہ یقین ہے کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور اس کی طرف رجوع ہونے والے ہیں، سو نماز کے آسان ہونے کے لئے یہ یقین معین ہے کہ ہم کو اپنے رب سے ملنا ہے اور حدیث صحیح میں ارشاد ہے جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنی نماز میں مجھکو آنکھوں کی ٹھنڈک یعنی راحت ملتی ہے۔

مشورہ نیک۔ جب اعمال کی صورت مثالیہ معلوم ہو چکی تو اب تمام جزا و سزا تمہارے ہاتھوں میں ہے اگر چاہتے ہو کہ جنت کے بہت سے درخت ہمارے حصے میں آدیں تو سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر خوب پڑھا کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ قیامت دن ہم سایہ میں ہوں تو سورۂ بقرہ آل عمران کی تلاوت کیا کرو وہ سائبان کی شکل میں ہوں گی۔ اگر چاہتے ہو کہ ہم کو جنت کا چشمہ ملے خیرات جاری کیا کرو۔ اگر چاہتے ہو کہ ہم کو خوب کپڑے ملیں تو تقویٰ و دین کو مضبوط پکڑو۔ اگر چاہتے ہو کہ جنت میں دودھ کا چشمہ ملے یا حوض کوثر سے خوب سیراب ہوں تو علم دین خوب حاصل کرو۔ اگر چاہو کہ پل صراط پر پل جھپکتے گذر جاؤ تو شریعت پر خوب مستقیم رہو۔ اگر چاہو کہ صراط پر ہمارے پاس نور رہے تو نماز کا خوب اہتمام رکھو۔ اگر چاہو ہم کو جنت میں بہت سے محل ملیں تو خوب قل ہو اللہ پڑھا کرو۔ اسی طرح جو نعمت چاہو اس کے اسباب اختیار کرو وہی اسباب ان نعمتوں کی شکل بنکر تم کو ملجاویں گے سُبْحَانَ الَّذِیْ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ وَلَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۔

خاتمہ بعض اعمال مخصوصہ کے بیان جو زیادہ مفید یا مضر ہیں اور بعض شبہات عوام کے جواب میں۔ یوں تو جتنی طاعات ہیں سب ضروری ہیں اور جتنے سیئات ہیں سب مضر ہیں مگر بعض اعمال جو کہ بمنزلہ اصول کے ہیں زیادہ اہتمام کے قابل ہیں تعلقاً تاثر کا کہ ان کے اہتمام سے دوسرے اعمال کی اصلاح کی زیادہ امید ہے ان کو ہم دو فصلوں میں لکھتے ہیں۔

فصل ۱ ایسے طاعات کے بیان میں جن کی محافظت سے امید ہے کہ دوسرے طاعات کا سلسلہ قائم ہو جاوے۔

ایک ان میں علم دین کا حاصل کرنا ہے خواہ کتب سے حاصل کیا جاوے یا صحبت علماء سے بلکہ تحصیل کتب کے بعد بھی علماء کی صحبت ضروری ہے اور مراد ہماری علماء سے وہ علماء ہیں جو اپنے علم پر خود عمل کرتے ہوں اور شریعت و حقیقت کے جامع ہوں اتباع سنت کے عاشق ہوں، توسط پسند ہوں، افراط و تفریط سے بچتے ہوں، خلق اللہ پر شفیق ہوں تعصب و عناد ان میں نہ ہو گو اس وقت بھی بفضلہ تعالیٰ اس قسم کے علماء بہت ہیں اور ہمیشہ رہیں گے جیسا ہمارے سردار اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا وعدہ ہے لا تزال طائفۃ من امتی منصورین علی الحق لا یضرہم من خذلہم مگر ہم چند بزرگوں کا نام تبرکاً اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں تاکہ غیر مذکورین کو مذکورین پر قیاس کر سکیں اور جن کی ایسی ہی شان ہو ان کی صحبت سے مستفید ہو سکیں۔

مکہ معظمہ میں حضرت سیدی مرشدی مولانا الحاج الشیخ محمد امداد اللہ صاحب دامت برکاتہم

گنگوہ میں حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث دامت برکاتہم۔

سہارنپور میں جناب مولانا ابو الحسن صاحب مہتمم جامع مسجد سہارنپور

دیوبند میں جناب مولانا محمود حسن صاحب مدرس اعلیٰ مدرسہ دیوبند

[1] افسوس اس وقت ان حضرات میں سے کوئی زندہ نہیں ۱۲ اشرف علی

دیو بند میں حضرت حاجی محمد عابد حسین صاحب مقیم مسجد چھتہ دیو بند
انبالہ میں حضرت سائیں توکل شاہ صاحب دامت برکاتہم ۔
ایسے بزرگوں کی صحبت و خدمت جس قدر میسر ہو جائے غنیمت کبریٰ و نعمت عظمیٰ ہے اگر ہر روز ممکن نہ ہو تو ہفتہ میں آدھ گھنٹہ ضرور التزام کرے اس سے برکات خود دیکھ لے گا ۔
ایک ان میں سے نماز ہے جس طرح ہو سکے پانچوں وقت پابندی سے نماز پڑھتا رہے اور حتی الامکان جماعت حاصل کرنے کی بھی کوشش کرے اور بوجہ مجبوری جس طرح ہاتھ آوے غنیمت ہے اس سے دربار الٰہی میں ایک تعلق اور ارتباط قائم رہے گا اس کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ اس کی حالت درست ہوگی اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ الآیۃ ۔
ایک ان میں سے لوگوں سے کم بولنا اور کم ملنا اور جو کچھ بولنا ہو سوچ کر بولنا ہے، ہزاروں فتنوں سے محفوظ رہنے کا یہ ایک اعلیٰ درجہ کا آلہ ہے ۔
ایک ان میں سے محاسبہ و مراقبہ ہے یعنی اکثر اوقات یہ خیال رکھے کہ میں اپنے مالک کے پیش نظر ہوں میرے سب اقوال و افعال و احوال پر ان کی نظر ہے یہ مراقبہ ہوا اور محاسبہ یہ کہ کوئی وقت مثلاً سونے وقت تنہا بیٹھ کر تمام دن کے اعمال یاد کر کے یوں خیال کرے کہ اس وقت میرا حساب ہو رہا ہے اور میں جواب سے عاجز ہو جاتا ہوں ۔ ایک ان میں سے توبہ و استغفار ہے جب کبھی کوئی لغزش ہو جائے توقف نہ کرے کسی وقت یا کسی چیز کا انتظار نہ کرے فوراً تنہائی میں جا کر سجدہ میں گر کر خوب معذرت کرے اور اگر رونا آوے تو رو دے ورنہ رونے کی صورت ہی بنائے یہ پانچ چیزیں ہوئیں ۔ علم و صحبت علماء ۔ نماز پنجگانہ ۔ قلت کلام و قلت ملاقات محاسبہ و مراقبہ ۔ توبہ و استغفار ۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان تمام امور پنجگانہ کی پابندی سے جو کہ کچھ مشکل بھی نہیں تمام طاعات کا دروازہ کھل جاوے گا ۔

فصل دوسری ایسی معاصی کے بیان میں کہ ان کے بچنے سے بفضلہ تعالیٰ قریب قریب تمام معاصی سے نجات ہو جاتی ہے ایک ان میں سے غیبت ہے اس سے طرح طرح کے مفاسد دنیوی و اخروی پیدا ہوتے ہیں جس قدر اکثر لوگ اس میں آج کل بہت مبتلا ہیں اس سے بچنے کا سہل طریق یہ ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ کسی کا تذکرہ کرے نہ اچھا نہ برا ۔ اپنے ضروری کاموں میں مشغول رہے ذکر کرے تو اپنا ہی کرے اپنا عیب کیا تھوڑا ہے جو اوروں کے ذکر کرنے کی فرصت اس کو ملتی ہے ۔ ایک ان میں ظلم ہے خواہ مالی یا جانی یا زبانی مثلاً کسی کا حق مار لیا قلیل یا کثیر یا کسی کو ناحق تکلیف پہنچائی یا کسی کی بے آبروئی کی ۔ ایک ان میں اپنے کو بڑا سمجھنا اوروں کو حقیر سمجھنا ظلم و غیبت وغیرہ اسی مرض سے پیدا ہوتے ہیں اور بھی خرابیاں اس سے پیدا ہوتی ہیں حقد و حسد اور غضب وغیرہ لکہ

ایک ان میں غصہ ہے کبھی نہیں یاد ہے کہ غصہ کرکے پچھتائے نہ ہوں کیونکہ حالت غضب میں قوت عقلیہ مغلوب ہوجاتی ہے سو جو کام اس وقت ہوگا عقل کے خلاف ہی ہوگا جو بات ناگفتنی تھی وہ منہ سے نکل گئی جو کام ناکردنی تھا وہ ہاتھ سے ہوگیا بعد غصہ اترنے کے جس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا کبھی کبھی عمر بھر کے لئے صدمہ میں گرفتاری ہوجاتی ہے۔
ایک ان میں غیر محرم عورت یا مرد سے کسی قسم کا علاقہ رکھنا خواہ اس کو دیکھنا یا اس سے دل خوش کرنے کے لئے ہم کلام ہونا یا تنہائی میں اس کے پاس بیٹھنا یا اس کے پسند طبع کے موافق اس کے خوش کرنے کو اپنی وضع یا کلام کو آراستہ و نرم کرنا میں سچ عرض کرتا ہوں کہ اس تعلق سے جو جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور جو جو مصائب پیش آتے ہیں احاطۂ تحریر سے خارج ہیں انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں ضمناً اس کو کسی قدر زیادہ لکھنے کا ارادہ ہے۔ ایک ان میں طعام مشتبہ یا حرام کھانا ہے کہ اسی سے تمام ظلمات و کدورت نفسانیہ پیدا ہوتی ہیں کیونکہ غذا اسی سے بنکر تمام اعضاء و عروق میں پھیلتی ہے پس جیسی غذا ہوگی ویسا ہی اثر تمام جوارح میں پیدا ہوگا اور ویسے ہی افعال اس سے سرزد ہوں گے یہ چھ معاصی ہیں جن سے اکثر معاصی پیدا ہوتے ہیں ان کے ترک سے انشاء اللہ تعالیٰ اوروں کا ترک بہت سہل ہوجاویگا بلکہ امید ہے کہ خود بخود متروک ہوجاویں گے اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا۔

اب یہاں سے عوام کے بعض شبہات کا جواب دیا جاتا ہے جن سے وہ دھوکہ میں پڑے ہیں اور دوسروں کو بھی دھوکہ میں ڈالتے ہیں جب کبھی ان سے التزام طاعات واجتناب معصیت کے لئے کہا جاتا ہے وہ ان ہی شبہات کو پیش کردیا کرتے ہیں یہ شبہات دو قسم کے ہیں، ایک قسم کے وہ شبہات ہیں جن سے صریح کفر لازم آتا ہے مثلاً یہ شبہ کہ دنیا نقد ہے اور آخرت نسیہ اور نقد بہتر ہوتا ہے نسیہ سے[1] یا یہ شبہ کہ دنیا کی لذت یقینی ہے اور آخرت کی لذت مشکوک تو یقینی کو مشکوک کی امید میں کس طرح چھوڑدیں جیسے کسی نے کہا ہے ؎ اب تو آرام سے گذرتی ہے ٭ عاقبت کی خبر خدا جانے۔
سو چونکہ ہمارا روئے سخن اس وقت اہل ایمان سے پھر ہے اس لئے ان شبہات کو مطروح النظر کرتے ہیں[2]۔ دوسری قسم وہ شبہات ہیں جن کا باعث جہل و غفلت ہے اس مقام پر ان کا جواب دینا مقصود ہے ہم اسکو کئی فصلوں میں لکھتے ہیں بتوفیق اللہ تعالیٰ

فصل ۱ ایک شبہ ہوجاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے غفور الرحیم ہیں ہمارے گناہوں کی وہاں کیا حقیقت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بیشک وہ غفور الرحیم ہیں مگر قہار و منتقم بھی تو ہیں، سو تم کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ تمہارے لئے ضرور مغفرت ہوگی، ممکن ہے انتقام ہونے لگے، علاوہ اس کے آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ غفور الرحیم اس شخص کیلئے ہیں جو پچھلے گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ اعمال کی اصلاح کرے کما قال اللہ تعالیٰ۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّکَ لِلَّذِیْنَ عَمِلُوا السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِکَ وَاَصْلَحُوْٓا اِنَّ رَبَّکَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۔ یعنی اسکے

[1] علاوہ اس کے ان شبہات کا لغو ہونا ظاہر ہے کیونکہ جب وجود آخرت تو دلالت قطعیہ سے ثابت ہوچکا، اگر خود ان دلائل کے ثبوت میں کلام ہو تو بفضلہ تعالیٰ براہین عقلیہ اس کے اثبات کے لئے ہر وقت موجود ہیں بعد ثبوت آخرت کے تقدیر کو نسیہ پر مطلق ترجیح ہے کہ نقد و نسیہ کما و کیفاً برابر ہوں ورنہ تمام معاملات دنیا میں نسیہ کو نقد پر بھی ترجیح دیا کرتے ہیں، پیسہ کی چیز اگر دو پیسہ میں ادھار بکنے لگے اور خریدار پر ذرا بھی اطمینان ہو تو خوشی خوشی دے ڈالتے ہیں یہاں وہ قاعدہ کہاں گیا ۱۲ منہ

بعد تیرا پروردگار ان لوگوں کے لئے غفور الرحیم ہے جنھوں نے نادانی سے بُرا کام کیا پھر انھوں نے توبہ کرلی اس کے بعد اور اپنے اپنے اعمال درست کرلئے اور جو بلا توبہ مرجاوے تو بقدر گناہ تو مستحق عقوبت ہے اور فضل کا کوئی روکنے والا نہیں مگر اس شخص کے پاس کیا دلیل ہے کہ میرے ساتھ یہی معاملہ ہوگا۔

فصل ۲۔ ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں ابھی کیا جلدی ہے آگے چل کر توبہ کرلیں گے۔ اس شخص سے کہنا چاہیئے کہ تم کو کیسے معلوم ہوگیا کہ ابھی تم اور زندہ رہو گے ممکن ہے کہ شب کو سوتے سوتے رہ جاؤ۔ یا اگر زندگی بھی ہوئی تو توبہ کی شاید توفیق نہ ہو۔ یاد رکھو کہ گناہ جس قدر بڑھتا جاتا ہے دل کی سیاہی بڑھتی جاتی ہے روز بروز توبہ کی توفیق کم ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ اکثر بلا توبہ مرجاتا ہے۔

فصل ۳۔ ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ میاں گناہ تو کرلیں پھر توبہ کرکے معاف کرالیں گے، اس شخص سے یہ کہنا چاہیئے کہ ذرا اپنی انگلی آگ کے اندر ڈالدو پھر اس پر مرہم لگادیں گے یہ ہرگز گوارا نہ ہوگا۔ پھر افسوس ہے کہ معصیت پر کیسے جرأت ہوتی ہے اس شخص کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ توبہ کی توفیق ضرور ہی ہوجاوے گی یا اگر توبہ کی بھی تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ واجب ہے کہ توبہ قبول ہی کرلیں؟ پھر یہ کہ بعض گناہ ایسے ہیں کہ ان سے توبہ کرلینا اللہ تعالیٰ کے روبرو کافی نہیں بلکہ صاحب حق سے معاف کرانے کی ضرورت ہے

فصل ۴۔ ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ ہم کیا کریں کہ ہماری تقدیر ہی میں یوں لکھا ہے اور یہ شبہ بہت ارزاں ہے کہ ہر کس و ناکس اس سے منتفع ہوتا ہے، صاحبو ذرا انصاف کرنا چاہیئے جس وقت گناہ کرتے ہیں کیا اسی قصد سے کرتے ہیں کہ چونکہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے لاؤ تقدیر کی موافقت کرلیں؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں اس وقت اس مسئلہ کا ہوش بھی نہیں رہتا جب گناہ سے فراغت ہوجاتی ہے فرصت میں تاویل سوجھتی ہے اگر انصاف کرکے دیکھو خود اس تاویل کی بے قدری دل میں سمجھتے ہوں گے، دوسری بات یہ ہے کہ اگر تقدیر پر ایسا ہی بھروسہ ہے تو دنیوی معاملات میں اس مسئلہ پر کیوں اعتماد نہیں ہوتا جب کوئی شخص تم کو جانی یا مالی ضرر پہنچاوے تو اس پر ہرگز عتاب مت کیا کرو سمجھ لیا کرو کہ ان کی تقدیر میں یہی لکھا تھا کہ شرارت کریں گے نقصان کریں گے، وہاں مسئلہ تقدیر کے منکر بنجاتے ہو، یہاں سب سے بڑھکر تقدیر پر تمھارا ہی ایمان ہوتا ہے۔

فصل ۵۔ ایک شبہ یہ ہوتا ہے کہ اگر قسمت میں جنت لکھی ہے تو جنت میں جاویں گے اور اگر دوزخ لکھی ہے دوزخ میں جاویں گے۔ محنت و مشقت سب بے کار ہے ان لوگوں سے کہنا چاہیئے کہ اگر یہ بات ہے تو دنیوی معاملات میں کیوں تدبیریں و کوششیں کرتے ہو کھانے کے لئے اس قدر اہتمام کرتے ہو بوتے ہو، بوتے ہو، پیستے ہو، چھانتے ہو، گوندھتے ہو، پکاتے ہو، لقمہ بنا کر منھ میں لیجاتے ہو چبانے ہو نگلتے ہو کچھ بھی نہ کیا کرو، اگر قسمت میں ہے آپ ہی بن بنا کر پیٹ میں اتر جائے گا، نوکری کیوں کرتے ہو، یہ شعر کیوں پڑھ دیا کرتے ہو ؎

رزق ہر چند بے گماں برسد لیک شرط است جستن از درہا

اگر اولاد کی تمنا ہوتی ہے تو نکاح کیوں کرتے ہو۔ پس جس طرح باوجود ثبوت تقدیر کے ان مسببات کے لئے اسباب خاصہ جمع کرتے ہو اسی طرح نعمائے آخرت کے لئے بھی وہی اسباب اعمال صالحہ جمع کرنا ضروری ہے۔

فصل: ایک دھوکہ یہ ہو جاتا ہے کہ حدیث میں ہے انا عند ظن عبدی بی سو ہم کو اپنے رب کے ساتھ حسن ظن ہے ضرور ہمارے ساتھ حسن معاملہ ہوگا۔ سو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ رجاو حسن ظن کے معنی یہ ہیں کہ اسباب کو اختیار کرکے مسبب کے مرتب ہونے کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے منتظر رہے اپنی تدبیر پر وثوق نہ کر بیٹھے اور جو اسباب ہی کو اڑا دیا تو یہ حسن ظن نہیں ہے بلکہ غرور اور دھوکہ ہے اس کی موٹی مثال یہ ہے کہ تخم پاشی کرکے اگر انتظار ہو کہ اب غلہ فضل سے خدا کے پیدا ہوگا یہ تو امید ہے اور اگر تخم پاشی ہی نہ کرے اور اس ہوس پر بیٹھا رہے کہ اب غلہ پیدا ہوگا تو یہ نرا جنون اور دھوکہ ہے جس کا انجام افسوس و حسرت کے سوا کچھ بھی نہیں۔

فصل: ایک دھوکہ یہ ہو جاتا ہے کہ ہم فلاں بزرگ کی اولاد یا فلاں بزرگ کے مرید ہیں یا فلاں بزرگ زندہ یا مردہ سے محبت رکھتے ہیں بس خواہ ہم کچھ ہی کیوں نہ کریں اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول و مغفور رہیں۔ صاحبو اگر یہ نسبتیں صرف کافی ہوتیں تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنی صاحبزادی کو ہرگز نہ فرماتے یا فاطمہؓ انقذی نفسک من النار فانی لا اغنی عنک من اللہ شیئًا۔ یعنی اے فاطمہؓ اپنی جان کو جہنم سے بچاؤ کیونکہ میں اللہ تعالیٰ کے یہاں کچھ کفایت نہیں کر سکتا یعنی جبکہ اپنے پاس سرمایۂ ایمان و اعمال صالحہ کا نہ ہو صرف نسبت کافی نہیں ہے اور ایمان و تقویٰ کے ساتھ اگر نسبت شریفہ بھی ہو تو سبحان اللہ نور علیٰ نور ہے اور قیامت کے دن فائدہ بخش بھی ہوگی کما قال اللہ تعالیٰ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُم بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَا أَلَتْنَاهُم مِّنْ عَمَلِهِم مِّن شَيْءٍ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی پیروی کی ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ہم ملحق کر دیں گے ان کی ساتھ ان کی اولاد کو اور نہیں کم کریں گے ان کے عمل سے کچھ یعنی آباء کی مقبولیت کی برکت سے اولاد کو بھی اسی درجہ میں پہنچا دیں گے، اور آباء و اجداد کے عمل میں کمی نہ ہوگی۔

فصل: بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری طاعت و اعمال کی پرواہ کیا ہے۔

صاحبو! یہ سچ ہے اللہ تعالیٰ کو کسی کے عمل کی پرواہ نہیں ہے نہ اُن کا کوئی فائدہ مگر کیا آپ کو بھی ان منافع کی پرواہ نہیں جو اعمال صالحہ پر مرتب ہوتے ہیں اور کیا نیک عمل میں آپ کا بھی فائدہ نہیں۔؟

خلاصہ یہ کہ عمل تو آپ کے لئے مقرر ہوا ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے نفع کے لئے سو اللہ تعالیٰ اگرچہ مستغنی ہیں

مگر آپ تو مستغنی نہیں، اس کی تو بعینہ ایسی مثال ہے جیسے کوئی مشفق طبیب کسی مریض پر رحم کرکے کوئی دوا بتلادے اور وہ مریض اپنی جان کا دشمن یہ کہکر ٹال دے کہ صاحب دوا پینے سے حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوگا بھلے مانس حکیم صاحب کا کیا فائدہ ہوتا تیرا تو فائدہ ہے کہ مرض سے صحت ہوگی۔

فصل ۹ ایک شبہ بعض علماء کو ہوجاتا ہے کہ ہم دوسرے لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں اُن کے اعمال کا ثواب بھی ہم کو ملتا ہے وہ اس کثرت سے ہے کہ ہمارے تمام گناہوں کا کفارہ ہوجاوے گا، یا یہ کہ ہم کو ایسے اعمال معلوم ہیں کہ جن کے کرنے سے سیکڑوں برس کے گناہ معاف ہوسکتے ہیں مثلاً سبحان اللہ وبحمدہٖ سو مرتبہ روز کہہ لینا یا عرفہ یا عاشورہ کا روزہ رکھ لینا یا مکہ والوں کے لئے ایک طواف کرلینا۔

صاحبو! موٹی بات ہے اگر یہ اعمال کافی ہوں تو تمام اوامر و نواہی کا لغو ہونا لازم آتا ہے ادھر احادیث میں صاف صاف قید مذکور ہے اذا اجتنبت الکبائر یعنی یہ اعمال اس وقت سیئات کا کفارہ بنجاتے ہیں جب کبائر سے اجتناب کیا جاوے۔ رہا یہ کہ ہم لوگوں کو وعظ و پند کرتے ہیں۔ صاحبو! ایسے شخص پر تو زیادہ وبال آنے والا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں واعظ بدعمل کے باب میں جو حدیثیں آئی ہیں مشہور و معروف ہیں۔

فصل ۱۰ ایک شبہ بعض جاہل فقیروں کو یہ ہوجاتا ہے کہ ہم ریاضت و مجاہدہ کی بدولت مقام فنا تک پہنچ گئے ہیں اب ہم کچھ رہے ہی نہیں، جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے اور ایسی واہی تباہی باتیں کرتے ہیں کہ اچھا خاصہ کفر والحاد ہوتا ہے، کہیں کہتے ہیں کہ دریا میں قطرہ مل گیا، کہیں کہتے ہیں سمندر کو پیشاب کا قطرہ ناپاک نہیں کرسکتا، کہیں کہتے ہیں ہم تو خود خدا ہیں عبادت کس کی اور معصیت کس کی۔ کبھی کہتے ہیں اصل مقصود یاد ہے ظاہری نماز روزہ نرا ڈھکوسلہ ہے جو بمصلحت نظام مقرر ہوا ہے، تمام تر باعث ان خرافات کا جہالت ہے ان لوگوں کو حقائق مقامات کا علم تک نہیں اور سلوک وصول تو کیا خاک میسر ہوا ہوگا یہ ثمرہ غلو فی التوحید کا ہے انشاء اللہ تعالیٰ کسی رسالہ میں اس کی مفصل تحقیق لکھی جاوے گی۔

اس مقام پر اتنی موٹی سی بات سمجھ لینا چاہیئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھکر نہ کوئی واصل ہوا نہ موحد۔ اور نہ صحابہ سے بڑھ کر کسی نے آج تک تعلیم پائی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خوف و خشیت و توبہ و استغفار و اجتہاد فی العمل اور اہتمام مخالف نفس و سزائے اعمال بد کو دیکھ لینا ان شبہات کے دفع ہوجانے کے لئے کافی و وافی ہے۔

توقع والتماس

الحمدللہ والمنۃ کہ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۱۴ھ مقام مدرسہ جامع العلوم کانپور میں مقصود تمام ہوا۔ اہل فہم سے توقع ہے کہ اس رسالہ کے الفاظ و عبارت پر خردہ گیری نہ فرمائیں گے مقصود کو پیش نظر رکھکر طاعات و معاصی کے ثمرات دنیا و آخرت کو سمجھیں گے اور پچھلے معاصی سے توبہ کرکے آئندہ کے لئے عزم بالجزم استقامت علی الطاعات اور اجتناب سیئات دل میں جمادیں گے اور ہمیشہ توفیق اللہ تعالیٰ سے مانگتے رہیں گے اور اس ناکارۂ خلائق کے لئے بھی دعائے حصول رضائے الٰہی کی گاہ گاہ فرمالیا کریں گے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

مناجات جس کا پڑھنا موجب مغفرت معاصی ہے

پادشاہا جرم ما را در گذار — ما گنہگاریم و تو آمرزگار
تو نکوکاری و ما بد کردہ ایم — جرم بے اندازہ بے حد کردہ ایم
سالہا در بند عصیاں گشتہ ایم — آخر از کردہ پشیماں گشتہ ایم
دائما در فسق و عصیاں ماندہ ایم — ہم قرین نفس و شیطاں ماندہ ایم
روز و شب اندر معاصی بودہ ایم — غافل از امر و نواہی بودہ ایم
بے گنہ نہ گذشت بر ما ساعتے — با حضور دل نہ کردم طاعتے
بر در آمد بندۂ بگریختہ — آبروے خود بعصیاں ریختہ
مغفرت دارد امید لطف تو — زانکہ خود فرمودۂ لا تقنطوا
بحر الطاف تو بے پایاں بود — ناامید از رحمتت شیطاں بود
نفس و شیطاں زد کریما راہ من — رحمتت باشد شفاعت خواہ من
چشم دارم از گنہ پاکم کنی — پیش ازاں اندر لحد خاکم کنی
اندراں دم کز بدن جانم بری — از جہاں با نور ایمانم بری

ہزار ہزار شکر پروردگار عالم اور لاکھ لاکھ درود بر سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ یہ کتاب ہدایت انتساب مصلح باکل یعنی جزاء الاعمال مصنفہ حضرت فرشتہ خصلت جناب مولانا حاجی حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۔۔ھ میں طبع ہوئی